تلخیص المفتاح کے نوٹس (بصورتِ سوال وجواب)

خطبہ

سوال 1: تلخیص المفتاح کے مُصَنِّف کا تعارف تحریر کریں۔

جواب: محمد بن عبد الرحمن القزويني الشافعیرحمۃ اللہ علیہ 666 ہجری میں پیدا ہوئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال پندرہ جُمَادَی الْاُوْلٰی 739 ہجری میں ہوا، آپ کی مشہور کتابوں میں سے تلخيص المفتاح، الايضاح فی شرح التلخيص السور المرجانی من شعرالارجانی ہیں۔

سوال 2: مصنف نے علّم من البيان مالم نعلم میں البيان کو مالم نعلم پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: اسے رعایتِ سجع کی وجہ سے مقدم کیا۔

سوال 3: علمِ بلاغت سے کون سے اور توابع سے کون سا علم مراد ہے؟

جواب: علمِ بلاغت سے مراد عِلمُ المَعانِي اورعِلمُ البيان اور تابع علمِ بلاغت سے مرادعِلْمُ الْبَدِيْع ہے۔

سوال 4: مفتاح العلوم کے مُصَنِّف کون ہیں؟

جواب: مفتاح العلوم کے مصنف فاضل علامہ ابو یعقوب یوسف سکاکی ہیں

سوال 5: مفتاح العلوم کی قسم ثالث کونسی خوبیوں پر مشتمل ہے اور کن کن عیوب پر مشتمل ہے؟

جواب: مِفتَاح العُلوم کی قسمِ ثَالِث فَنِّ بلاغت میں تصنیف کی گئی کتبِ مَشہورہ میں سے ترتیب کے لحاظ سے سب سے زیادہ حسین تھی، تحریر کے اعتبار سے سب سے زیادہ مکمل تھی اور سب سے زیادہ اصول کی جامع تھی۔ لیکن حَشْو، تَطْوِیْل اور تَعْقِیْد سے محفوظ نہ تھی، اختصار کے قابل اور اِیْضَاح و تَجْرِیْد کی محتاج تھی۔

سوال 6: حشو، تطویل، تعقید، مثال اور شاہد کی تعریفات کریں۔

جواب: حَشْو: وہ زائد مُعَیَّن لفظ جس سے کلام مُسْتَغْنِي ہو۔ تطويل: وہ زائِد غیر مُعَیَّن لفظ جس سے کلام مُسْتَغْنِي ہو۔ کلام معنیٔ مراد پر ظَاھِرُ الدَّلَالہ نہ ہو کسی ایسے خَلَل کی وجہ سے جو نظمِ کلام میں واقع ہو یا ایسے خَلَل کی وجہ سے جو ذِہن کے منتقل ہونے میں واقع ہو۔ مِثَال: وہ جزئی جو قاعدہ کی وضاحت کے لیے ذِکر کی جائے۔ شَاہِد: وہ جزئی جو قاعدے کو ثابت کرنے کے لئے ذِکر کی جائے۔

* مقدمہ *

سوال7: فصاحت اور بلاغت کِس کِس کی صفت واقع ہوتی ہے؟

جواب: فصاحت مُفْرَد، کلام اور مُتَكَلِّم تینوں کی صفت بنتی ہے اور بلاغت فقط آخری دو کی صفت بنتی ہے۔

سوال8: فصاحت فی المفرد کے لئے کتنے اور کون کونسے عُیُوب سے خالی ہونا ضروری ہے؟

جواب: (فصاحت فی المفرد میں) مفرد کا تنافرِ حروف، غرابت اور مخالفتِ قیاس سے خالی ہونا ضروری ہے۔

سوال9: تنافر، غرابت اور مخالفت قیاس کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: تَنَافُرِحُرُوْف مفرد میں ایک ایسا وصف ہے جو زبان پر کلمہ کے ثِقْل (دُشوار ہونے) کا باعث بنے جیسے مُسْتَشْزِرَاتٌ (غَدَائِرُهٗ مُسْتَشْزِرَاتٌ إِلَى الْعُلٰى میں) غرابت مُفْرد کا مَعْنٰیٔ مُوضُوعِ لَہٗ پر ظَاہِرُالدَّلَالَہ نہ ہونا ہے جیسے مُسَرَّجًا (وَفَاحِمًا وَمَرْسِنًا مُسَرَّجًا میں) مخالفتِ قیاس یہ کہ مفرد قانونِ صرفی کے خلاف ہو جیسے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الْعَلِيِّ الْاَجْلَلِ (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو بلند و بالا بڑا اعظیم ہے)۔

سوال10: غَدَائِرُهٗ مُسْتَشْزِرَاتٌ إِلَى الْعُلٰى۔ وَفَاحِمًا وَمَرْسِنًا مُسَرَّجًا کا ترجمہ کریں اور مَحَلِّ اِسْتِشْہَاد بیان کریں۔

جواب: اُس کی چوٹیاں (مینڈیاں) بُلندی کی طرف اُٹھی ہوئی ہیں، مَحَلِّ اِسْتِشْہَاد (اِسْتِدْلال کا مقام) مُسْتَشْزِرَاتٌ کا لفظ ہے جو کہ زبان پر دُشوار ہے۔

اور مَحْبُوبہ نے کوئلے جیسے سیاہ بال اور مُسَرَّج ناک (یعنی باریکی اور برابری میں سُرَیْجِی تلوار جیسی یا چمک دَمک میں چراغ جیسی ناک) ظاہر کی۔ مَحَلِّ اِسْتِشْہَاد مُسَرَّج کا لفظ ہے جس میں غرابت ہے کہ لفظ مُسَرَّج کسی سے مُشْتَق نہیں کیونکہ کہ لغت کی کتابوں میں تَسْرِیج مادہ نہیں بلکہ یہ لفظ سُرَیْجِی تلوار یا سِراج (چراغ) کے ساتھ تشبیہ دینے کے لئے ہی لایا گیا ہے۔

سوال11: كَرِيْمُ الْجِرِشّٰى شَرِيْفُ النَّسَبِ، وَفِيْهِ نَظَرٌ۔ ترجمہ کریں اور نظر کی وضاحت کریں اور فِیْهِ کی ضمیر کا مرجع متعین کریں۔

جواب: (وہ) کریم نفس والا، شریف نسب والا (ہے)، اس میں اِشْکَال (اِعْتِراض) ہے، کیونکہ كَرَاہَتْ فِي السَّمْعِ (سُننے میں ناگواری وناپسندی محسوس ہونا) تو صرف غرابت ہی کی وجہ سے ہے (جیسے تَكَأْكَأْتُمْ میں غرابت ہے) لہٰذا فَصَاحَتْ فِي الْمُفْرَد کی تعریف میں غَرَابَتْ سے خالی ہونے کی شرط لگانے کے بعد كَرَاہَتْ فِي السَّمْعِ سے خالی ہونے کی شرط لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ فِیْهِ کی ضمیر "فصاحت میں کَرَاہَتْ فِي السَّمْع سے خالی ہونے کی قید" کی طرف راجع ہے۔

سوال12: فصاحتِ کلام کے لئے کتنی چیزوں سے خالی ہونا ضروری ہے؟

جواب: فصاحت کلام کے لئے تین چیزوں (ضعف تالیف، تنافر کلمات اور تعقید) سے خالی ہونا ضروری ہے۔

سوال 13: ضعفِ تالیف، تنافُرِ کلمات کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: ضعف تالیف: کلام کی تالیف مشہور نحوی قانون کے خلاف ہو جیسے ضَرَبَ غُلَامُهُ زَيْدًا، تنافرکلمات: چند کلمات کے جمع ہونے کی وجہ سے کلام کے کلِمات زبان پر ثقیل ہوں، جیسے وَلَيْسَ قُرْبَ قَبْرِحَرْبٍ قَبْرُ (حرب کی قبر کے قریب کوئی قبر نہیں)۔ كَرِيمٌ مَتٰى اَمْدَحُهُ اَمْدَحُهُ وَالْوَرٰى*مَعِيَ وَاِذَامَا لُمْتُهُ لُمْتُهُ وَحْدِىْ (وہ ایسا کریم ہے کہ جب میں اس کی تعریف کرتا ہوں تو اس حال میں تعریف کرتا ہوں کہ مخلوق میرے ساتھ ہوتی ہے اور جب میں اس کی ملامت کرتا ہوں تو اس حال میں ملامت کرتا ہوں کہ تنہا ہوتا ہوں)۔

سوال 14: تَعْقِيْد کی تعریف کریں اور وَمَامِثْلُهُ فِيْ النَّاسِ اِلَّامُمَلَّكًا*اَبُوْاُمِّهٖ حَيٌّ اَبُوْهُ يُقَارِبُهٗ. ترجمہ کرتے ہوئے تَعْقِيْد کی قسم مُتَعَیَّن کریں۔

جواب: تعقید: کسی خَلل (خرابی) کی وجہ سے کلام مُراد (مطلب) پر ظَاهِرُالدَّلَالَه نہ ہو، ترجمہ: اور نہیں اُس (ابراہیم) جیسا لوگوں میں کوئی زندہ آدمی جو فضائل میں اُس کے مُشَابِہ ہو سوائے بادشاہ کے کہ اُس (بادشاہ) کی ماں کا باپ اُس (ابراہیم) کا باپ ہے۔ یہ تعقید الفاظ کی ترکیب میں خَلَل (خرابی) کی وجہ سے ہے تقدیم وتاخیر وغیرہ کی وجہ سے، جو فہمِ مُراد کی دشواری کا سبب ہے۔

سوال 15: سَاَطْلُبُ بُعْدَالدَّارِ عَنْكُمْ لِتَقْرُبُوْا * وَتَسْكُبُ عَيْنَايَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَا شعر کا ترجمہ اور تشریح، کتاب کے موافق کریں۔

جواب: اب میں تم سے گھر کی دوری طَلَب کرتا ہوں تاکہ تُم قریب ہو جاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تاکہ وہ جم جائیں۔ شاعر نے جُمُودِ عَيْن (آنکھوں کے جَم جانے) سے سرور کو کنایہ کرنے میں غلطی کی ہے، کیونکہ آنکھوں کے جُمُود سے ذِہن اِن کے بُخل کی طرف مُنْتَقِل ہوتا ہے، اُس خُوشی کی طرف ذِہن منتقِل نہیں ہوتا، جس کا شاعر نے ارادہ کیا ہے۔

سوال 16: قيل ومن كثرة التكرار وتَتَابُع الاضافات كقوله: سَبُوْحٌ لَهَا مِنْهَا عَلَيْهَا شَوَاهِدُ وقوله: حَمَامَةَ جَرْعٰى حَوْمَةِ الْجَنْدَلِ اسْجَعِىْ وفيه نَظر، ترجمہ کریں نیز دونوں مصرعوں میں مَحَلِّ اِسْتِشْہَاد واضح کریں۔

جواب: اور کہا گیا ہے کہ (فصاحتِ کلام کے لئے) کثرتِ تکرار اور پے در پے اِضافات (لگاتار اضافتوں) سے خالی ہونا ضروری ہے، جیسے شاعر کا قول وہ تیز رفتار (گھوڑی) ہے، اُس کے لئے اُس کی ذات سے اُس کی شَرافت پر عَلامتیں ہیں۔ اور جیسے شاعر کا قول اے پتھریلی، اونچی، ریتلی زمین کی کبوتری تو گیت گا، اِس میں اِشْکَال (اِعْتِراض) ہے۔ مَحَلِّ اِسْتِشْہَاد (اِسْتِدْلال کا مقام) پہلے مِصرعے میں هَا ضمیر کا تکرار ہے کہ تین مرتبہ اِس کا ذکر ہے۔ دوسرے مِصرعے میں حَمَامَةَ کی اضافت جَرْعٰى کی طرف، جَرْعٰى کی اضافت حَوْمَةِ کی طرف اور حَوْمَةِ کی اضافت الْجَنْدَلِ کی طرف ہے، اور یہ پے در پے اضافات ہیں۔ اِس (تعریف میں **کثرتِ تکرار** اور **تتابُعِ اِضافات** کی قید بڑھانے) میں اِشْکَال (اِعْتِراض) ہے، کیونکہ کثرتِ تکرار اور پے در پے اِضافات میں سے ہر ایک کی وجہ سے اگر لفظ زبان پر ثَقِيْل (دُشوار) ہوتا ہے تو تَنَافُر کی قید کی وجہ سے اِن سے اِحْتِراز (بچاؤ، چھٹکارا) حاصِل ہو گیا، لہٰذا اِنہیں الگ ذِکر کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔

سوال17: بلاغتِ کلام کی تعریف کریں۔

جواب: کلام میں بلاغت: کلام کا مُقْتَضٰیِ حال کے مُطابق ہونا ہے اِس حال میں کہ کلام فصیح ہو۔

سوال18: کلام کے مقامات ایک دوسرے سے کیسے مختلف ہوتے ہیں؟ مثال کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: مقتضائے حال مختلف ہوتا ہے کیونکہ کلام کے مقامات مختلف ہوتے ہیں چنانچہ نَکِرہ کا مقام مَعْرِفہ کے، مُطْلَق کا مقام مُقَیَّد کے، مُقَدَّم کا مقام مُؤَخَّر کے اور ذِکر کا مقام حَذَف کے مقام کے مُخالِف ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ مقام جو مُطلق کا تقاضا کرتا ہے (جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ) مَثَلًا وہ مقام اُس کے مُخالِف ہے جو مُقَیَّد کا تقاضا کرتا ہے (جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ)۔

سوال19: وارتفاع شأن الکلام فی الحسن والقبول بمطابقته للاعتبار المناسِب وانحطاطه بعدمها، اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

جواب: وَارْتِفَاعُ شَاْنِ الْکَلَامِ فِی الْحُسْنِ وَالْقَبُوْلِ بِمُطَابَقَتِهٖ لِلْاِعْتِبَارِ الْمُنَاسِبِ وَانْحِطَاطُهٗ بِعَدَمِهَا، حسن وقبول میں کلام کی شان کا بلند ہونا کلام کے اِعتبارِ مُناسب کے مُطابق ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور کَلام کی شان کا گِر جانا کلام کے اِعتبار سے مُناسب کے مُطابق نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سوال20: ولها طرفان۔ بتائیں کہ یہ کس کی طرفان (مراتب) ہیں؟

جواب: بلاغتِ کلام کی دو طرفیں ہیں، ایک اعلیٰ اور اعلیٰ سے قریب، اور یہ حدِّاِعجاز ہیں، اور دوسری طرف اَسْفَل ہے (کہ جب کلام کو اس سے ادنیٰ مرتبے کی طرف بدل دیا جائے تو بُلَغَاء کے نزدیک وہ کلام حیوانوں (چوپائیوں) کی آوازوں سے مل جائے)۔

سوال21: بلاغتِ مُتکلّم کی تعریف کریں، نیز بتائیں کہ فصیح وبلیغ کے درمیان کونسی نسبت ہے؟

جواب: مُتکلِّم میں بلاغت وہ مَلَکَہْ (صلاحیت، مَہارت) ہے جس کی وجہ سے مُتَکَلِّم کلامِ بَلِیغ مُرَتَّب کرنے پر قادِر ہوتا ہے۔ ہر بلیغ (کلام ہو یا مُتکلِّم) فصیح ضرور ہوگا لیکن ہر فصیح بلیغ نہیں ہوگا یعنی فصیح وبلیغ کے درمیان عُموم خُصوص مُطلق کی نِسبت ہے کہ بلیغ خاص مُطلق ہے اور فصیح عام مُطلق ہے۔

سوال22: بلاغت کا مرجع بیان کریں۔

جواب: علمِ بلاغت کا مرجع (مَوْقُوف عَلَیْه) دو چیزیں ہیں (۱) معنیٔ مُرادی کو ادا کرنے میں خطاء سے بچنا، (۲) کلامِ فصیح کو غیر فصیح سے ممتاز (جدا کرنا)۔

سوال23: علمِ بلاغت کتنی چیزوں کی معرفت پر موقوف ہے؟

جواب: علمِ بلاغت (۱) علمِ متنِ لُغت (جیسے غَرَابت) (۲) علمِ صرف (جیسے مخالفتِ قیاس) (۳) علمِ نحو (جیسے ضَعفِ تالیف وتعقیدِ لفظی) (۴) حِس کے ذریعے علم (جیسے تنافُرِ حُروف وتنافُرِ کلمات) (یعنی کلامِ فصیح کو غیر فصیح سے مُمتاز کرنے کے لئے اِن عُلوم کی مَعرفت ضروری ہے کیونکہ کلامِ فصیح، بلاغت کے اندر داخل ہے) (۵) علمِ مَعَانِی (جیسے معنیٰ مُرادی کو ادا کرنے میں خطاء سے بچنے) (۶) عِلمِ بَیَان (جیسے تعقیدِ مَعنوی سے بچنے) کی معرفت پر موقوف ہے۔

❋ اَلْفَنُّ الْاَوَّلُ عِلْمُ الْمَعَانِی ❋

سوال 24: علم معانی کی تعریف کریں۔

جواب: عِلمِ مَعانی وہ قواعِد ہیں جِن کے ذریعے لفظِ عَرَبی کے اُن اَحْوَال کو جانا جاتا ہے جِن اَحْوال کے ذریعے لَفْظ مُقتضائے حال کے مُطابِق ہوتا ہے۔

سوال 25: علم معانی کے کتنے اور کون کونسے ابواب ہیں؟

جواب: علمِ معانی کے آٹھ ابواب ہیں (۱) احوالِ اِسْنادِ خبری (۲) اَحْوالِ مُسْنَدِاِلَیْه (۳) احوالِ مُسْنَد (۴) احوالِ مُتَعَلِّقَاتِ فِعْل (۵) قَصْر (٦) اِنْشَاء (۷) فَصْل و وَصْل (۸) اِیْجَاز و اِطْنَاب ومُساوات۔

سوال 26: علم معانی کے آٹھ ابواب پر مشتمل ہونے کی دلیلِ حصر بیان کریں۔

جواب: علمِ معانی آٹھ ابواب میں مُنْحَصِر ہے اس لیے کہ کلام یا تو جُملہ خَبرِیَّہ ہو گا یا جملہ اِنشَائِیَّہ ہو گا اس لیے کہ اگر کلامِ لفظی کے لیے ایسا خارج ہو جس کے وہ مطابق یا مطابق نہ ہو سکے تو خبر ہے ورنہ (اگر نسبت کے لئے خارج نہیں ہے تو) اِنشاء ہے (٦-اِنْشَاء) اور خبر یہ کیلئے مُسند الیہ (۲-اَحْوالِ مُسْنَدِاِلَیْه)، مُسند (۳-احوالِ مُسْنَد) اور اِسناد کا ہونا ضروری ہے (۱-احوالِ اِسْنادِ خبری) اور مسند اگر فِعل یا معنیٰ فِعل ہو تو اس کے مُتَعَلِّقات بھی ہوتے ہیں (۴-احوالِ مُتَعَلِّقَاتِ فِعْل) اور اِسْنَاد وتَعَلُّق میں سے ہر ایک یا تو قَصْر کے ساتھ یا بغیر قَصْر کے ہو گا (۵-قَصْر) اور ہر جُملہ جو دوسرے جُملے سے ملا ہوا ہو، یا تو اُس پر مَعْطُوف ہو گا یا نہیں ہو گا (۷-فَصْل و وَصْل) اور کلامِ بلیغ اصلِ مُراد پر یا تو کسی فائدے کی وجہ سے زائِد ہو گا یا زائِد نہیں ہو گا (۸-اِیْجَاز و اِطْنَاب ومُساوات)۔

سوال 27: جمہور کے نزدیک خبر کے صدق وکذب کی تعریف کریں۔

جواب: خبر کا صِدق خبر کا واقع کے مُطابق ہونا ہے اور خبر کا کِذب خبر کا واقع کے مُطابِق نہ ہونا ہے (خبر کا صِدق نِسبتِ کَلَامِیَّہ کا نسبتِ خارجِیَّہ کے مُطابق ہونا ہے: اَلْعَالَمُ حَادِثٌ اور خبر کا کِذب نسبتِ کلامیّہ کا نسبتِ خارجیّہ کے مُطابق نہ ہونا ہے اَلْعَالَمُ قَدِیْمٌ)

سوال 28: نظام معتزلی اور جاحظ معتزلی کا قول خبر کے صادق اور کاذب ہونے کے متعلق بیان کریں، نیز نظام معتزلی اور جاحظ معتزلی کے دلائل اور ان کا رد کتاب کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: **نظام مُعْتَزِلی** نے کہا: خَبر کا صِدق خبر کا مُخْبِر کے اِعْتِقاد کے مُطابق ہونا ہے اگرچِہ اُس کا اِعْتِقاد خطاء ہو، واقع کے مطابق نہ ہو۔ **دلیل**: **اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ**۔ بیشک مُنافِق ضرور جھوٹے ہیں۔ اللہ نے منافقین کو جُھوٹا قرار دیا اُن کے قول **اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ** میں کیونکہ یہ قول اُن کے اعتقاد کے مطابق نہیں ہے اگرچہ واقع کے مطابق ہے۔ **رد**: نظام **مُعْتَزِلی** کا یہ اِسْتِدلال تین طریقوں سے رَد کیا گیا ہے اس طور پر کہ مَطْلَب یہ ہے کہ (۱) وہ شہادت میں جھوٹے ہیں (۲) اِس کا نام شَہادَت رکھنے میں جھوٹے ہیں (۳) اپنے گمانِ فاسِد میں جِس اَمر کی گواہی دیتے ہیں اُس میں جھوٹے ہیں۔ **جاحظ** نے کہا: خبر کا صِدق اِعْتِقاد کی مطابقت کے ساتھ خبر کا واقع کے مُطابق ہونا ہے اور خبر کا کِذب، اِعتقاد کی مطابقت کے ساتھ واقع کے مطابق نہ ہونا ہے۔ اور اِن دونوں قسموں کے علاوہ نہ صِدق ہے اور نہ کذب ہے، **دلیل**: **اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ**۔ کیا اِس (نبی) نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اِسے پاگل پَن کا مَرض ہے؟ اس لیے کہ ثانی (یعنی اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ) سے مُراد جھوٹ نہیں ہے کیونکہ یہ جھوٹ (یعنی افتراء) کی قَسِیْم ہے (اور شیٔ کی قسیم شیٔ کی غیر ہوتی ہے) اور یہ صِدق بھی نہیں ہے کیونکہ کُفّار اس کا اِعْتِقاد نہیں رکھتے تھے۔ **رد**: اِس استدلال کا رد اس طور پر کیا گیا کہ **اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ** کا مَعْنٰی **اَمْ لَمْ يَفْتَرِ** (یا جان بوجھ کر جھوٹ نہیں باندھا) ہے پس عدمِ اِفْتِراء کو **جِنَّة** سے تعبیر کیا گیا اِس لئے کہ مَجْنُون کے لیے افتراء (عمداً جھوٹ بولنا) نہیں ہوتا۔

❋ احوال الاسناد الخبری ❋

سوال 29: مخبر کے اپنی خبر سے مخاطب کو فائدہ دینے کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب: دو قسمیں ہیں، مُخْبِر کا مَقصد اپنی خبر سے مخاطب کو حکم کا فائدہ پہنچانا ہے تو اِسے (۱) **فَائِدَةُ الْخَبرِ** اور اگر حکم کے عالِم ہونے کا فائدہ پہنچانا ہے تو اِسے (۲) **لَازِمِ فَائِدَةُ الْخَبرِ** کہتے ہیں۔

سوال 30: خبر کے تاکید پر مشتمل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں؟ تعریفات مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: تین قسمیں ہیں (۱) **ابتدائی**: اگر مُخاطب حُکم اور حُکم میں تَرَدُّد سے خالِیُ الذِّہْن ہو تو حکم کی تاکیدوں سے بے نیازی ہوگی، جیسے **زَیْدٌ قَائِمٌ**۔ (۲) **طلبی**: اور اگر مُخاطب حکم میں مُتَرَدَّد ہوں، حُکم کا طالب ہو تو ایک تاکید سے اُسے پُختہ کرنا اچّھا ہے جیسے **اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ**۔ (۳) **انکاری**: اگر مُخاطب حکم کا مُنکِر ہو تو اُس کے اِنکار کے اِعْتِبار سے تاکید لانا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوؤں کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا جب اُنہیں پہلی مرتبہ جُھٹلایا گیا تو فرمایا **اِنَّا اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ** (بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں) اور دوسری مرتبہ جھٹلایا گیا تو فرمایا **اِنَّا اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ**. (بے شک ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں)۔

سوال 31: غیر سائل کو سائل کے درجے میں اتار کر کلام کرنے کی مثال وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: کبھی کلام مقتضائے ظاہرِ حال کے خلاف لایا جاتا ہے، پس غیرِسائِل کو سائِل کی طرح قرار دیا جاتا ہے جب غیرِسائِل کے سامنے ایسی شیٔ پیش کی جائے جو غیرِسائِل کیلئے خبر کا اِشارہ کردے تو غیرِسائِل طالِب مُتَرَدِّد کے اِنتِظار کرنے کی طرح خبر کا اِنتِظار کرنے لگے، جیسے اللہ کا فرمان: **وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْاۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ**۔ اور (اب) ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا۔ بیشک انہیں ضرور غرق کیا جائے گا۔ **توضیح**: **وَلَا**

تُخَاطِبْنِیْ فرمایاتو یہ مقام مُخاطَب کیلئے مقامِ تَرَدُّد ہو گیا کہ کیا قوم کو غرق کرنے کا حکم ہو گیا یا نہیں؟ تو اِنَّ کی تاکید کے ساتھ فرمایا گیا اِنَّھُمْ مُغْرَقُوْنَ۔

سوال 32: وغیرالمنکرکالمنکراذالاح علیه شیء من امارات الانکارنحو: جَاءَ شَقِیْقٌ عَارِضًارُمْحَهٗ* اِنَّ بَنِیْ عَمِّكَ فِیْهِمْ رِمَاحُ۔ ترجمہ و تشریح کریں اور مُنْکِر کو غیرمنکر کے درجے میں اُتار کر کلام کرنے کی مثال تشریح کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: **ترجمہ:** اور غیرِمُنْکِر کو مُنْکِر کی طرح قرار دیا جاتا ہے جب غیرمنکر پر اِنکار کی کچھ علامتیں ظاہر ہوں، شقیق اپنے نیزے کو چوڑائی میں رکھے ہوئے آیا، بے شک تیرے چچازاد بھائیوں کے پاس نیزے ہیں۔ **تشریح:** شقیق اپنے نیزے کو چوڑائی میں رکھے ہوئے آیا، اُس کا اس طرح آنا چچازاد بھائیوں کے پاس نیزوں کے انکار کی علامت ہے حالانکہ وہ مُنْکِر نہیں ہے لیکن اُسے مُنْکِر کے مرتبے میں اُتار کر، تاکید کے ساتھ، اِلْتِفات کے طور پر خطاب کیا گیا۔ **تشریح:** مُنکر کو غیرمُنکر کی طرح قرار دیا جاتا ہے جب منکر کے پاس ایسی دلیل ہو کہ اگر وہ اُس دلیل میں غور کرے تو اپنے اِنکار سے باز آجائے جیسے لَارَیْبَ فِیْهِ (اِس میں کسی شک کی گُنجائش نہیں)۔

سوال 33: حَقِیْقَتِ عَقْلِیَّہ کی تعریف بیان کریں، نیز حقیقت عقلیہ کی اقسام مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: فعل یامعنیٔ فعل کی اسناد اُس شیٔ کی طرف کرنا جس شیٔ کے لیے وہ فعل یامعنیٔ فعل ظاہِر میں مُتَکلِّم کے نزدیک ہے۔ حقیقتِ عَقْلِیَّہ کی چار اقسام ہیں (۱) وہ جو واقع اور اعتقاد دونوں کے مُطابق ہو جیسے مؤمن کا قول اَنْبَتَ اللّٰہُ الْبَقْلَ (۲) وہ جو فقط اعتقاد کے مطابق ہو جیسے جاہل کا قول اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (۳) وہ جو فقط واقع کے مطابق ہو جیسے پوشیدہ حال معتزلی کا قول خَلَقَ اللّٰہُ اَفْعَالَ الْعَبْدِ الْاِخْتِیَارِیَّۃَ (۴) وہ جو واقع اور اعتقاد دونوں کے مُطابق نہ ہو جیسے تیرا قول جَاءَ زَیْدٌ حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ نہیں آیا۔

سوال 34: ومنه مجاز عقلیّ وهو اسناده الی ملابِسٍ له غیرِ ما هو له بتأوّل، وله ملابِسات شتّی یلابس الفاعلَ والمفعولَ به والمصدرَ والزمانَ والمکانَ والسببَ۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں۔

جواب: اور اسناد میں سے مجازِ عقلی ہے اور وہ تاویل (یعنی قرینہ کے پائے جانے) کے ساتھ فِعل یامعنیٔ فِعل کی اِسناد فعل یا معنیٔ فعل کے ایسے مُتَعَلِّق کی طرف کرنا جو اُس شیٔ کا غیر ہو جس شیٔ کے لئے وہ فعل یامعنیٔ فعل ہے۔ اور فعل کے مُخْتَلِف مُتَعَلِّقَات ہیں فعل (اپنے) فاعل، مَفْعُول بِہٖ، مصدر، ظَرْفِ زَمان، ظَرفِ مَکان اور سبب کے مُتَعَلِّق ہوتا ہے۔

سوال 35: مذکورہ مثالوں «عیشة راضیة، سیل مُفعَم، شِعْرٌ شاعِرٌ، نهاره صائم، نهر جار، بنی الامیر المدینة» میں مجازِ عقلی بیان کریں۔

جواب: عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ (پسندیدہ زندگی)، رَاضِیَۃ مَبْنِیْ لِلْفَاعِل ہے اور اِس کی اِسناد مفعول بِہٖ کی طرف کی گئی ہے جبکہ عَیْش (زندگی) مَرْضِیَّۃ (پسندیدہ) ہوتی ہے نہ کہ رَاضِیَۃ، سَیْلٌ مُفْعَمٌ (بھرا ہوا سیلاب)، مُفْعَم مَبْنِی لِلْمَفْعُول ہے اور اِس کی اِسناد فاعِل کی طرف کی گئی ہے اس لیے کہ سَیْلٌ مُفْعِم (بھرنے والا) ہوتا ہے نہ کہ مُفْعَم (بھرا ہوا)۔ شِعْرٌ شَاعِرٌ (شاعر شعر)، شَاعِر مَبْنِیْ لِلْفَاعِل ہے اور اِس کی اِسناد مَصْدَر کی طرف کی گئی ہے اِس لیے کہ شاعِر صاحبِ شِعْر ہوتا ہے نہ کہ شعر۔ نَهَارُهٗ صَائِمٌ (اُس کا دِن روزے دار ہے)، صَائِم مَبْنِی لِلْفَاعِل ہے اور اِس کی اِسناد زمان کی

طرف کی گئی ہے اِس لیے کہ دِن تو وہ ہوتا ہے جس میں روزہ رکھا جاتا ہے اور روزہ دار تو وہ شخص ہوتا ہے۔ **نَهْرٌجَارٍ** (جاری نہر) **جَارٍ** مَبْنِی لِلْفَاعِل ہے اور اِس کی اِسناد مَکان کی طرف کی گئی ہے اِس لیے کہ جاری تو پانی ہی ہوتا ہے اور نہر تو صرف اس کے جاری ہونے کی جگہ ہوتی ہے۔ **بَنَی الْاَمِيْرُالْمَدِيْنَةَ** (امیرنے شہر بنایا) **بَنٰی** مَبْنِی لِلْفَاعِل ہے اور اِس کی اِسْنَاد سَبَب کی طرف کی گئی ہے اِس لیے کہ بَنانے والا تو عَمَلہ ہی ہوتا ہے اَمِیر تو صرف **سببِ آمِر** ہوتا ہے۔

سوال36: **اَشَابَ الصَغِيْرَوَأَفْنَى الْكَبِيْرَ * كَرُّ الْغَدَاةِ وَمَرُّ الْعَشِيّ**، ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اس شِعر میں مَجازِ عَقْلی ہے یا حقیقتِ عَقْلی؟

جواب: **ترجمہ:** بچے کو جوان اور بوڑھے کو فنا کر دیا صبح کے آنے اور شام کے گزر جانے نے۔ وضاحت: مجازِ عقلی کے لیے قرینہ کا ہونا ضروری ہے کہ متکلم نے حقیقتِ عقلی مراد نہیں لی، لہٰذا اِس شعر کو اُس وقت تک مَجازِ عقلی پر محمول نہیں کریں گے جب تک کہ یہ معلوم یا گمان نہ ہو جائے کہ اِس کے قائِل نے ظاہرِ حال کا اِعتقاد نہیں کیا، اسی لئے اس شعر کو حقیقتِ عقلی پر محمول کریں گے۔

سوال37: **مَيَّزَعَنْهُ قُنْزُعًا عَنْ قُنْزُعٍ * جَذْبُ اللَيَالِيْ اَبْطِئِيْ اَوِ اسْرِعِیْ**، شعر کا ترجمہ و تشریح کریں۔

جواب: **ترجمہ:** اُس کے سَر سے بالوں کے ایک لچھے کو دوسرے لچھے سے جُدا کر دیا راتوں کے گزرنے نے (اے رات اَب) جلدی گزر یا آہستہ۔ **تشریح:** مَيَّزَ مجازعقلی ہے اِس کے بعد کے اُس قول کے سبب کہ ابوالنجم کو فنا کر دیا اللہ کے سورج کو حکم فرمانے نے کہ اے سورج تو طلوع ہو۔ یہ قول اِس بات پر دَلالت کرتا ہے کہ شاعِر مُؤَثِّرِحقیقی اللہ تعالی کو ہی مانتا ہے، تو زمان کی طرف **مَيَّزَ** کی **اِسْناد مَجاز** ہو گی۔

سوال38: طرفین کے اعتبار سے مجاز عقلی کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: مُسنَداِلَيْه اور مُسند کے حقیقت و مَجاز ہونے کے اِعتبار سے مَجازِ عقلی کی چار قسمیں ہیں (۱) مسند الیہ اور مسند دونوں حقیقت ہوں: **اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ** (کہ اِنبَات اور رَبِیْع میں سے ہر ایک لُغۃً اپنے معنئِ مَوْضُوع لَہٗ میں اِستعمال ہوا ہے) (۲) دونوں مجاز ہوں، جیسے **مؤمن کا قول اَحْيَ الْاَرْضَ شَبَابُ الزَّمَانِ** (کہ اِحیَاء اور شَبَاب میں سے ہر ایک لُغۃً غیرِ معنئِ مَوْضُوع لَہٗ میں استعمال ہوا ہے) (۳) مُسند حقیقت اور مسنداِلَیہ مجاز ہو: **اَنْبَتَ الْبَقْلَ شَبَابُ الزَّمَانِ** (۴) مسند مَجاز اور مسنداِلَیہ حقیقت ہو: **اَحْيَ الْاَرْضَ الرَّبِيْعُ۔**

سوال39: تلخیص میں موجود قرآن پاک کی آیتوں میں مجازِ عقلی کی وضاحت کریں۔

جواب: **وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا** اور جب ان پر اِس کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے، **زَادَتْ** مَبْنِی لِلْفَاعِل ہے اِس کی اِسْناد **سببِ عادِی** یعنی آیات کی طرف کی گئی ہے۔ **يُذَبِّحُ اَبْنَاءَهُمْ**، اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتا، **يُذَبِّحُ** مَبْنِی لِلْفَاعِل ہے اِس کی اِسْناد **سببِ آمِر** یعنی فرعون کی طرف لوٹنے والی ضمیر کی طرف کی گئی ہے۔ **يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا**، اُن دونوں سے اُن کے لباس اُتروا دیئے، **يَنْزِعُ** مَبْنِی لِلْفَاعِل ہے اِس کی اِسْناد **سبب** یعنی اِبلیس کی طرف لوٹنے والی ضمیر کی طرف کی گئی ہے۔ **يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا**۔ وہ دِن جو بچوں

کو بوڑھا کر دے گا۔ **یَجْعَلُ** مَبْنِی لِلْفَاعِلِ ہے اِس کی اِسْنَاد زمان یعنی یَوم قیامت کی طرف لوٹنے والی ضمیر کی طرف کی گئی ہے۔ **اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا**۔ زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے گی۔ **اَخْرَجَتْ** مَبْنِی لِلْفَاعِلِ ہے اِس کی اِسْنَاد **مکان یعنی اَرض** کی طرف کی گئی ہے۔

سوال40: «**وغیرمختصّ بالخبر بل یجری فی الانشاء**» جملہ انشائیہ میں مجاز عقلی جاری ہونے کی مثال وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: مجازِ عقلی خبر کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اِنشاء میں بھی جارِی ہوتا ہے جیسے فرعون کے امر کی حکایت کرتے ہوئے اللہ کا فرمان **یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا**، اے ہامان! میرے لیے اونچا محل بنا، **اِبْنِ** مَبْنِی لِلْفَاعِلِ ہے اِس کی اِسْنَاد **سببِ آمر** یعنی ہامان کی ضمیر کی طرف کی گئی ہے۔

سوال 41: کیا مجاز عقلی کے لئے قرینہ ضروری ہے؟ قرینے کتنی طرح کے ہوتے ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: جی ہاں! مَجازِ عقلی کے لیے قرینے کا ہونا ضروری ہے اور قرینے دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) **قرینہ لفظیہ** جیسے ابو النجم کا قول اَفْنَاہُ قِیْلُ اللّٰہِ الخ

(۲) **قرینہ معنویہ** جیسے (i) **مُسندالیہ** مذکور کے ساتھ مُسند کے قیام کا مُحال ہونا عقلاً جیسے **مَحَبَّتُكَ جَاءَتْ بِیْ اِلَیْكَ** یا عادةً جیسے **هَزَمَ الْاَمِیْرُالْجُنْدَ** یا (ii) کلام کا مؤمن سے صادِر ہونا جیسے اَشَابَ الصَّغِیْرَ الخ

سوال42: مجاز عقلی کی معرفت مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب: مَجازِ عقلی کی حقیقت کی پہچان (یعنی اس فاعل و مفعول کی پہچان جس کی طرف اسناد حقیقةً تھی) یا تو ظاہر ہو گی **فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ** تو ان کی تجارت نے کوئی نفع نہ دیا، **رَبِحَتْ** مَبْنِی لِلْفَاعِلِ ہے اِس کی اِسْنَاد **سبب** یعنی تجارت کی طرف کی گئی ہے اِس کی حقیقت یہ تھی کہ اِس کی اسناد تاجروں کی طرف ہوتی یعنی اس کی حقیقت ظاہر **فَمَا رَبِحُوْا فِیْ تِجَارَتِهِمْ** ہے۔ یا مَخْفِی ہو گی جیسا کہ تیرے قول **سَرَّتْنِیْ رُؤْیَتُكَ** تیرے دیدار نے مجھے خوش کیا **سَرَّ** مَبْنِی لِلْفَاعِلِ ہے اِس کی اِسْنَاد **ظرفِ زمان** یعنی دیدار کے وقت کی طرف کی گئی ہے۔ یعنی اس کی حقیقتِ مَخْفِی **سَرَّنِیَ اللّٰہُ عِنْدَ رُؤْیَتِكَ** ہے، (اللہ نے تیرے دیدار کے وقت مجھے خوش کیا)۔

سوال43: استعارہ بالکنایہ کی تعریف بیان کریں، اور سکاکی کا مجاز عقلی کے بارے میں کیا قول ہے؟ **تلخیص** کی روشنی میں پوری بحث سِپُرْدِ قلم کریں۔

جواب: علامہ سکاکی نے مجازِ عقلی کا انکار کرتے ہوئے مجازِ عقلی کی مثالوں کو اِسْتِعَارَہ بِالْکِنَایَہ کہا، علامہ سکاکی کے مذہب کے مطابق **اِستِعارہ مَکْنِیَہ کی تعریف**: **مُشَبَّہ** (فاعل مجازی) کو **مُشَبَّہ بِہٖ** (فاعلِ حقیقی) کے ساتھ تشبیہ دے کر گویا یہ دعوی کیا جائے کہ مُشَبَّہ، مُشَبَّہ بِہٖ کے افراد میں سے ایک فرد ہے اور مُشَبَّہ کو ذکر کرکے مُشَبَّہ بِہٖ کے لوازماتِ مُسَاوِیہ میں سے کوئی لازِم مُشَبَّہ کی منسوب کر دیا جائے، جیسے **اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ** میں **الرَّبِیْعُ** مُشَبَّہ و فاعِلِ مَجازی ہے، ربیع کی طرف اِنْبَات کی نسبت کے قرینے کے سبب اِسے مُشَبَّہ بِہٖ و فاعِلِ حقیقی (خالق عزّوجل) سے تشبیہ دی۔ **رد**: مجازِ عقلی کو استعارہ بالکنایہ قرار دینے میں اِعتراض ہے جیسے مؤمن کا قول **اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ** تو ذِکر فاعلِ مجازی ربیع کا ہو اور مُراد اللہ تعالی ہو تو ایسی صورت میں لازم آتا ہے کہ ربیع، اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہو، حالانکہ اللہ کے اسماء توقیفی ہیں (یعنی اللہ تعالی پر کسی اسم کا بولا جانا اُس وقت تک صحیح نہیں ہوتا

جب تک کہ کتاب وسنت سے سُنے نہ گئے ہو) کہ سماعِ شرع پر موقوف ہیں، اور ربیع کا اِطلاق اللہ پر شرع سے سُنا نہیں گیا، لہٰذا ربیع سے فاعلِ حقیقی مراد لینا صحیح نہیں، پس فاعلِ مجازی کو استعارہ بالکنایہ قرار دینا صحیح نہیں۔

* اِحوال المسند إلیہ *

سوال44: مسند الیہ کے حذف کے دواعی (اسباب) مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: (۱) ظاہر پر بِنا کرتے ہوئے عَبَث (لایعنی، بے فائدہ) سے بچنے کے لیے (۲) عقلی و لفظی دو دلیلوں میں سے اقوٰی کی طرف عُدول (پھرنے) کا خَیال پیدا کرنے کے لیے: قَالَ لِيْ كَيْفَ اَنْتَ قُلْتُ عَلِيْلٌ (۳) قرینہ کے پائے جانے کے وقت سامِع کی بیدار مَغزِی کا امتحان لینے کے لئے: نُوْرُهٗ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُوْرِالشَّمْسِ، اى اَلْقَمَرُ (۴) بیدار مغزی کی مقدار کا امتحان لینے کیلئے: اَهْلُ الْاِحْسَانِ، اى اَلْقَدِيْمُ (۵) اُس کو اپنی زبان سے محفوظ رکھنے کا خیال پیدا کرنے کیلئے: رُزِقْنَا، اى رَزَقَنَااللهُ (۶) اُس سے اپنی زبان کو محفوظ رکھنے کا خیال پیدا کرنے کے لیے: مُوَسْوِسٌ، اى اَلشَّيْطَانُ (۷) ضرورت کے وقت اِنکار کی گنجائش کے لیے: لَئِيْمٌ اى زَيْدٌ (۸)) اُس کے متعین ہونے: خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ، اى اللهُ (۹) اُس کی تعیین کا دعوٰی کرنے کے لئے: عَلَّامَةٌ، اى زَيْدٌ۔

سوال45: قال لی کیف انت قلت علیل میں مسند الیہ محذوف ہے اسے متعین کریں اور وجہِ حذف لکھیں۔

جواب: اَنَا مُسند الیہ محذوف ہے اور یہ مِصرَعہ (۱) ظاہر پر بِنا کرتے ہوئے عَبَث سے بچنے کے لیے (۲) عقلی و لفظی دو دلیلوں میں سے اقوٰی کی طرف عُدول کا خَیال پیدا کرنے کیلئے (۳) در دیا وزنِ شِعر پر مُحافظت کے سبب مقام کے تنگ ہونے کی وجہ سے مسند الیہ کے حذف کی مثال بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سوال46: مسند الیہ کے ذکر کے دواعی مثالوں کے ساتھ بیان کریں، نیز هِيَ عَصَايَ میں ذکر مسند الیہ کا فائدہ ذکر کریں۔

جواب: (۱) مسند الیہ اصل ہے: اَلْحَمْدُلِله (۲) قرینہ پر اِعتماد کے کمزور ہونے کے سبب احتیاط کے لیے (۳) سامِع کی کُند ذہن ہونے پر تنبیہ کرنے کے لئے: مَاذَا قَالَ بَكْرٌ؟ کے جواب میں قَالَ بَكْرٌ كَذَا کہنا (۴) وضاحت و تقریر کی زیادتی کے لیے: وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۵) مسند الیہ کی تعظیم کے اظہار کے لئے: اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَاضِرٌ (۵) اُس کی توہین کرنے کے لیے: اَلنَّمَامُ حَاضِرٌ۔ (۷) اُس کے ذِکر سے برکت حاصل کرنے کے لئے: رَسُوْلُ اللهِ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ۔ (۸) اُس سے لذّت حاصِل کرنے کے لئے: حَضَرَحَبِيْبِيْ۔ (۹) کلام کو لمبا کرنے کے لئے جہاں مُتوَجِّہ کرنا مقصود ہو: هِيَ عَصَايَ، عَصَايَ کہنا کافی تھا مگر موسیٰ علیہ السلام نے کلام کو لمبا کیا کہ توجہ مقصود ہے۔

سوال47: خطاب کو کبھی کیوں عام کیا جاتا ہے؟ مثال کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: خطاب کی اصل یہ ہے کہ وہ معین کیلئے ہو اور کبھی غیر معین کی طرف مائل ہوتے ہوئے مُعَیَّن سے خطاب کو ترک کر دیا جاتا ہے تاکہ ہر مُخاطب

کو عام ہو جائے جیسے وَلَوْتَرٰی اِذِالْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَرَبِّهِمْؕ۔ اور کسی طرح تم دیکھتے جب مجرم اپنے رب کے پاس اپنے سروں کو نیچے جھکائے ہوں گے۔ یعنی ان کی حالت بدانتہا کو پہنچی ہو گی، پس اِس خطاب سے کسی خاص مخاطب کو مخصوص نہیں کیا جائے گا۔

سوال 48: مسند الیہ کو علم کی صورت میں معرفہ لانے کی اغراض ذکر کریں۔

جواب: مسند الیہ کو معرفہ لانا عَلَمِیَّت کے ساتھ ہوتا ہے (۱) مسند الیہ کو اسم مَخْصُوص کے ساتھ ابتداءً سامع کے ذِہن میں بِعَيْنِهٖ (بِشَخْصِهٖ) حاضر کرنے کے لئے ہوتا ہے: قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌّ۔ (۲) تعظیم: رَكِبَ عَلِيٌّ۔ (۳) توہین: اَبُوالْجَهْلِ قَامَ۔ (۴) کنایہ: اَبُوْلَهَبٍ مَاتَ۔ (۵) اُس سے لَذَّت محسوس ہونے کا خیال پیدا کرنے: لَيْلَایَ مِنْكُنَّ اَمْ لَيْلٰی مِنَ الْبَشَرِ۔ (۶) اُس سے برکت حاصل کرنے کے لیے: اَللّٰهُ الْهَادِیْ۔

سوال 49: علم کو لانے میں بعينه في ذهن السامع ابتداءً باسم مختصّ به کی وضاحت کریں۔

جواب: بِعَيْنِهٖ کی قید کے ذریعے اِس کو اِس کے اسمِ جِنس کے ساتھ حاضر کرنے (لانے) سے احتراز (بچاؤ) کیا جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ جَاءَنِیْ۔ اِبْتِدَاءً کے ذریعے دوسری مرتبہ ضمیر لانے سے احتراز کیا جیسے جَاءَزَيْدٌ وَهُوَرَاكِبٌ اور بِاِسْمٍ مُخْتَصٍّ کے ذریعے مُتَکَلِّم، مُخَاطَب کی ضمیر سے احتراز کیا۔

سوال 50: مُسند الیہ کو بصُورتِ اسم موصول لانے کی اغراض بیان کریں۔

جواب: مسند الیہ کو معرفہ لانا مَوْصُوْلِيَّت (اسمِ موصول) کے ساتھ ہوتا ہے (۱) کیونکہ مخاطب صِلہ کے علاوہ مسند الیہ کے احوالِ مخصوصہ سے واقف نہیں ہوتا جیسے تیرا قول اَلَّذِیْ كَانَ مَعَنَا اَمْسِ رَجُلٌ عَالِمٌ (۲) تصریح کو برا سمجھنے کے سبب (۳) تقریر کی زیادتی کے لیے: وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَفِیْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے اُس نے اُنہیں اُن کے نفس کے خلاف پھسلانے کی کوشش کی (۴) تَفْخِيْم یعنی عظمت و ہولناکی بیان کرنے کے لیے: فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَاغَشِيَهُمْؕ تو اُنہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا اُنہیں ڈھانپ لیا۔ (۵) خطاء پر تنبیہ کرنے کے لئے: اِنَّ الَّذِيْنَ تَرَوْنَهُمْ اِخْوَانَكُمْ * يَشْفِیْ غَلِيْلَ صُدُوْرِهِمْ اَنْ تُصْرَعُوْا (۶) خبر کی بِنا کے طریقے کی طرف اشارہ کرنے کیلئے: اِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (۷) پھر کبھی اِسے خبر کی شان کی تعظیم کی طرف اِشارہ کا ذریعہ بنایا جاتا ہے: اِنَّ الَذِیْ سَمَكَ السَّمَاءَ بَنٰی لَنَا * بَيْتًا دَعَائِمُهٗ اَعَزُّ وَاَطْوَلُ (۸) کبھی خبر کے غیر کی شان کی تعظیم کی طرف اِشارہ کا ذریعہ بنایا جاتا ہے: اَلَّذِينَ كَذَّبُوْاشُعَيْبًاكَانُوْاهُمُ الْخٰسِرِينَ۔

سوال 51: مُسند الیہ کو بصُورتِ اسم اشارہ لانے کی اغراض، مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: اسمِ اشارہ کے ساتھ (مسند الیہ کو مَعْرِفہ لایا جاتا ہے) (۱) تاکہ مُسند الیہ مکمل طور پر مُمتاز ہو جائے: هٰذَا اَبُوالصَّقْرِفَرْدًافِیْ مَحَاسِنِهٖ (۲) سامع کی کُند ذِہنی پر چوٹ کرنے کیلئے: اُولٰئِكَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ * اِذَا جَمَعَتْنَايَاجَرِيْرُالْمَجَامِعُ۔ (۳) قرب، بعد یا تَوَسُّط میں مُسند الیہ کے حال کے بیان کیلئے: هٰذَا اَوْ ذٰلِكَ اَوْ ذَاكَ زَيْدٌ (۴) اسم اِشارہ قریب کے ساتھ اُس کی تحقیر کیلئے: اَهٰذَاالَّذِیْ يَذْكُرُ ءَالِهَتَكُمْ (۵) اسم اشارہ بعید کے ساتھ مسند الیہ کی تعظیم کیلئے: الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ (۶) اسم اشارہ بعید کے ساتھ مُسند الیہ کی تحقیر کیلئے: ذٰلِكَ اللَّعِيْنُ فَعَلَ كَذَا

(۷) مُشَارٌالیہ کے پیچھے اَوصاف لا کر اِس بات پر تنبیہ کرنے کیلئے کہ مُشَارٌ اِلَیہ اسم اشارہ کے مابعد کا حقدار انہی اوصاف کی وجہ سے ہے: اُوْلٰٓئِكَ عَلٰی

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

سوال52:**اُولٰئِكَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ * اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ**، ترجمہ کریں نیز یہاں مسند الیہ کو معرفہ بصورتِ اسمِ اشارہ کیوں لایا گیا؟

جواب:**ترجمہ:** یہ میرے آباؤ اَجداد ہیں تو اے جریر! اِن کی مِثْل لے آ، جب میلے ہمیں اِکٹھا کریں، سَامِع کی کُند ذِہنی پر چوٹ کرنے کیلئے کہ جریر اِتنا کُند ذِہن ہے کہ غیرِ محسوس (کہ جس کیلئے اسمِ اِشارہ کو وضع کیا گیا ہے اِسکے) علاوہ کو جان ہی نہیں سکتا۔

سوال53: الف لام عہد خارجی، الف لام جنسی، الف لام عہد ذہنی کی تعریفات وامثلہ بیان کریں، نیز بتائیں کہ کیا الِف لام کے داخل ہونے کے بعد کوئی کلمہ نکرہ کے حکم میں رہتا ہے؟۔

جواب: لام کے ساتھ مسند الیہ کو معرفہ لایا جاتا ہے تاکہ **(۱-عہدِ خارجی)** معہود (معین) کی طرف اِشارہ ہو سکے: **وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی** اور وہ لڑکا (جس کی خواہش تھی) اُس لڑکی جیسا نہیں (جو اُسے عطا کی گئی) **(۲-جنسی)** نفسِ حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے: **اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْاَةِ (۳-عہدِ ذِہنی)** کبھی ذِہن میں معہود ہونے کے اِعتبار سے کسی ایک فرد کیلئے لایا جاتا ہے: **اُدْخُلِ السُّوْقَ**، جہاں خارج میں کوئی معہود نہ ہو **(۴-استغراقی)** کبھی اِسْتِغْراق کا فائدہ دیتا ہے: **اِنَّ الْاِنسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ**۔ مُعَرَّف بلام عہدِ ذہنی معنی میں نکرہ کی طرح ہے یعنی یہ بھی نکرہ کی طرح فرد غیرِ معَیّن پر دلالت کرتا ہے (اگرچہ لفظ میں اس پر معرفہ کے احکام جاری ہوتے ہیں)۔

سوال54: الف لام استغراقی حقیقی اور الف لام استغراقی عرفی کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: الف لام استغراقی کی دو قسمیں ہیں (۱) **استغراقِ حقیقی**: ہر اُس فرد کو مراد لیا جائے جس کو لفظ، لُغت کے اِعتبار سے شامل ہے: **عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ** (۲) **اِستغراقِ عُرفی**: ہر اُس فرد کو مراد لیا جائے جس کو لفظ عُرف کے اعتبار سے شامل ہے: **جَمَعَ الْاَمِیْرُ الصَّاغَةَ**۔

سوال55: مُفرد کا اِستغراق زیادہ ہوتا ہے یا تثنیہ اور جمع کا؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

جواب: مُفرد کا استغراق زیادہ عام ہوتا ہے اِس دلیل کے ساتھ کہ جب گھر میں ایک یا دو مرد ہوں تو **لَارِجَالَ فِی الدَّارِ** کہنا صحیح ہے مگر **لَارَجُلَ فِی الدَّارِ** کہنا صحیح نہیں ہے۔

سوال56: اسمِ مفرد وحدت پر دلالت کرتا ہے اور اِستغراق تَعَدُّدْ پر دلالت کرتا ہے پس یہ دونوں مُتَنَافِی ہیں تو ان میں موافقت کیسے ہو گی؟

جواب: **استغراق** اور اسم کو **مفرد** لانے کے درمیان کوئی تضاد (تعَارُض) نہیں کیونکہ **استغراق** پر دلالت کرنے والا **حرف** اسمِ مُفرد پر اِس حال میں داخل ہوتا ہے کہ اسمِ مفرد **وحدت** کے معنٰی سے خالی ہوتا ہے۔ یا اسمِ مفرد بطورِ بدلیت کُلُّ فَرْدٍ (ہر ہر فرد) کے معنی میں ہوتا ہے، مجموعہ اَفراد کے معنی میں نہیں ہوتا۔

سوال 57: مُسند الیہ کو معرفہ بصورتِ اضافت کن کن اغراض کے لئے لایا جاتا ہے؟ مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: اِضافت کے ساتھ مُسند الیہ کو معرفہ لایا جاتا ہے کیونکہ یہ (۱) سب سے مختصر طریقہ ہے: هَوَایَ مَعَ الرَّكْبِ الْيَمَانِيْنَ مُصْعِدُ (۲) اس لیے کہ یہ اِضافت، مضافِ الیہ یا مضاف یا اِن دونوں کے علاوہ کسی کی شانِ تعظیم کو شامل ہوتی ہے: عَبْدِیْ حَضَرَ، عَبْدُ الْخَلِيْفَةِ رَكِبَ، عَبْدُ السُّلْطَانِ عِنْدِیْ (۳) تحقیر کو شامل ہوتی ہے: وَلَدُ الْحَجَّامِ حَاضِرٌ۔

سوال 58: مُسند الیہ کو بصورتِ نکرہ لانے کی اغراض مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: مُسند الیہ کو نکرہ لانا (۱) مُفرد بنانے کیلئے: وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى (۲) نوعیت کیلئے: وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (۳) تعظیم (۴) تحقیر کیلئے: لَهٗ حَاجِبٌ عَنْ كُلِّ اَمْرٍ يَشِيْنُهٗ * وَلَيْسَ لَهٗ عَنْ طَالِبِ الْعُرْفِ حَاجِبٌ (۵) تکثیر کیلئے: اِنَّ لَهٗ لَاِبِلاً وَاِنَّ لَهٗ لَغَنَمًا (۶) تقلیل: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللهِ اَكْبَرُ (۷) کبھی تعظیم و تکثیر کیلئے ہوتا ہے: وَاِن يُكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ۔

سوال 59: مُسند الیہ کی صفت کن کن اغراض کے لئے لاتے ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: مسند الیہ کی صفت لائی جاتی ہے، کیونکہ (۱) صفت مسند الیہ کو بیان کرنے والی، اُس کے معنی کو کھولنے والی ہوتی ہے: اَلْجِسْمُ الطَّوِيْلُ الْعَرِيْضُ الْعَمِيْقُ يَحْتَاجُ اِلٰى فَرَاغٍ يَشْغُلُهٗ، وہ جسم جو لمبا چوڑا گہرا ہو ایسی خالی جگہ کا مُحتاج ہوتا ہے جس کو وہ بھر دے، (۲) تخصیص کیلئے: زَيْدُنِ التَّاجِرُ عِنْدَنَا (۳) مدح کیلئے (۴) مذمت کیلئے: جَاءَنِیْ زَيْدُنِ الْعَالِمُ اَوِ الْجَاهِلُ (۵) تاکید کیلئے ہوتی ہے: اَمْسِ الدَّابِرُ كَانَ يَوْمًا عَظِيْمًا۔

سوال 60: مُسند الیہ کی تاکید کن کن اغراض کے لئے لاتے ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: مُسند الیہ کی تاکید لانا (۱) تقریر (یعنی سامع کے ذہن میں پختہ کرنے) کیلئے: جَاءَ زَيْدٌ زَيْدٌ (۲) مجاز: قَطَعَ اللِّصَّ الْاَمِيْرُ الْاَمِيْرُ (۳) سہو: جَاءَنِی الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا اور (۴) عدمِ شمول کے وہم کو دور کرنے کیلئے ہوتا ہے: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔

سوال 61: مُسند الیہ کے لئے عطفِ بیان کیوں لاتے ہیں؟ مع مثال بیان کریں۔

جواب: مُسند الیہ کا عطفِ بیان لانا، اسمِ مخصوص کے ساتھ مسند الیہ کی وضاحت کیلئے ہوتا ہے: قَدِمَ صَدِيْقُكَ خَالِدٌ۔

سوال 62: مُسند الیہ کیلئے بدل کیوں لاتے ہیں؟ مع اَمثلہ بیان کریں۔

جواب: مسند الیہ کیلئے بدل لانا، **تقریر کی زیادتی کیلئے** ہوتا ہے (۱) **بدلِ کل:** جَاءَنِیْ اَخُوكَ زَيْدٌ (۲) **بدلِ بعض:** جَاءَنِی الْقَوْمُ اَكْثَرُهُمْ (۳) **بدلِ اِشْتِمال:** سُلِبَ عَمْرٌو ثَوْبُهٗ۔ اور بدلِ غلط کلامِ فصیح میں واقع نہیں ہوتا۔

سوال 63: مُسند الیہ پر دوسرے اسم کے عطف کرنے کی اغراض ذِکر کریں۔

جواب: مُسند الیہ پر عطف کرنا(۱)اِختصار کے ساتھ مسند الیہ کی تفصیل کیلئے: **جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو** (۲) سامع کو دُرست بات کی طرف لوٹانے کیلئے: **جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو** (۳) حُکم کو کسی دوسرے کی طرف پھیرنے کے لئے: **جَاءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو** (۴) شک کی وجہ سے یا شک میں سامع کو ڈالنے کیلئے ہوتا ہے: **جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو۔**

سوال64: مُسند الیہ کے بعد ضمیرِ فصل لانے کا فائدہ ذکر کریں۔

جواب: مُسند الیہ کے بعد ضمیرِ فصل لانا، مُسند الیہ کو مُسند کے ساتھ خاص کرنے کیلئے ہوتا ہے: **زَیْدٌ هُوَ الشُّجَاعُ۔**

سوال65: مُسند الیہ کی مسند پر تقدیم کی اغراض مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: مسند الیہ کو مقدم کرنا(۱) مسند الیہ کے ذِکر کے اَہم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے (i) یا تو اِس سبب سے کہ یہی **اصل** ہے اور اِس سے عُدُول کا کوئی تقاضا کرنے والا نہیں (ii) یا خبر کو سامع کے ذِہن میں پُختہ کرنے (جمانے) کی وجہ سے کیونکہ مُبتداء میں خبر کی طرف شوق دِلا یا گیا ہوتا ہے: **وَالَّذِیْ حَارَتِ الْبَرِیَّةُ فِیْهِ * حَیَوَانٌ مُسْتَحْدَثٌ مِنْ جِمَادِ** (۲) **نیک فالی** کے سبب خوشی کو جلدی لانے: **سَعْدٌ فِیْ دَارِكَ** (۳) بَدشُگونی کے سبب رنج کو جلدی لانے: **اَلسَّفَّاحُ فِیْ دَارِصَدِیْقِكَ** (۴) یہ خیال ڈالنے کیلئے کہ مسند الیہ دِل سے نہیں نِکلتا: **اَلْحَبِیْبُ جَاءَ** (۵) یہ خیال ڈالنے کیلئے کہ مسند الیہ سے لذّت حاصِل ہوتی ہے: **لَیْلٰی اَلَذُّمِنَ الْعَسَلِ۔**

سوال66: جب مسند الیہ حرفِ نفی کے بعد واقع ہو تو عبد القاہر جرجانی کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: شیخ عبد القاہر جُرجانی نے کہا کہ کبھی مسند الیہ کو مقدم کیا جاتا ہے تاکہ تقدیم مُسند الیہ خبرِ فعلی کے ساتھ مسند الیہ کی تخصیص (یعنی مُسند الیہ مَذکور سے حکم کی نفی اور غیرمذکور کیلئے حکم کے ثبوت) کا فائدہ دے، بشرطیکہ مُسند الیہ، حرف نفی سے ملا ہوا ہو: **مَا اَنَا قُلْتُ هٰذَا** میں نے ہی نہیں کہا، حالانکہ یقیناً اس کو میرے غیر نے کہا ہے۔

سوال67: اگر مُسند الیہ، حرفِ نفی سے مُتصِل نہ ہو تو اُس وقت تقدیم مسند الیہ کس لئے ہوتی ہے؟ مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: اگر مُسند الیہ، حرفِ نفی سے مُتصِل نہ ہو تو کبھی تقدیم مسند الیہ تخصیص کیلئے ہوتی ہے اُس شخص کا رَد کرنے کیلئے جو خبرِ فعلی کے ساتھ مُسند الیہ کے غیر کے مُنفَرِد ہونے یا خبرِ فعلی میں غیر کی شِرکت کا گمان کرتا ہو: **اَنَا سَعَیْتُ فِیْ حَاجَتِكَ** اور کبھی تقدیم مُسند الیہ، حکم کی تقوِیَت (سامع کے ذِہن میں حکم کو ثابت کرنے) کیلئے ہوتی ہے: **هُوَ یُعْطِی الْجَزِیْلَ** (یقیناً وہ زیادہ اجر دینے والا ہے)۔

سوال68: اگر فعل کی بنیاد اسم نکرہ پر ہو تو تقدیم مسند الیہ کے فوائد مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: اگر فعل کی بِناء اسم نکرہ پر ہو تو تقدیم مسند الیہ تخصیصِ جنس یا تخصیصِ واحِد کا فائدہ دے گی جیسے **رَجُلٌ جَاءَنِیْ** مرد ہی میرے پاس آیا، ایک ہی

مرد میرے پاس آیا۔

سوال69: مُسند الیہ کی تَقْدِیم کے بارے میں سکاکی کا مُؤقّف کیا ہے؟ مع مثال بیان کریں۔

جواب: علامہ سکاکی نے کہا کہ تقدیم مسند الیہ تخصیص کا فائدہ دے گی اگر اصل میں اس کو مؤخّر فرض کرنا جائز ہو، اِس طور پر کہ یہ فاعِلِ معنوی ہے اور فرض بھی کیا گیا ہو: اَنَا قُمْتُ، میں ہی کھڑا ہوا۔ اگر یہ دو شرطیں نہ پائی جائیں تو تقدیمِ مسند الیہ صِرف تقویّتِ حکم کا ہی فائدہ دے گی: زَیْدٌ قَامَ. یقیناً زید کھڑا ہوا۔

سوال70: واستثنى المنكّرَ بجعله من باب ﴿وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ عبارتِ مذکورہ کی وضاحت کریں۔

جواب: علامہ سکاکی کی شرط کے مطابق رَجُلٌ جَاءَنِیْ میں تقدیم سے تخصیص کا فائدہ حاصل نہیں ہونا چاہیے تھا حالانکہ سب تخصیص کے قائل ہیں، تو علامہ سکاکی کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا کہ علامہ سکاکی نے اسمِ مُنَکَّر کو ﴿وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ کے باب سے بناتے ہوئے مُسْتَثْنٰی قرار دیا ہے، اُس قول کے مُطابق جس میں اَلَّذِیْنَ ضمیرِ اَسَرُّوا (واؤ) سے بدل واقع ہو رہا ہے، تاکہ تخصیص فوت نہ ہو جائے کیونکہ تقدیمِ مسند الیه نکرہ کیلئے اِس باب سے قرار دینے کے سوا تخصیص کا کوئی اور سبب نہیں ہے۔

سوال71: شرّ اهرّ ذاناب میں شَرٌّ کو مُبتدا بنانا درست ہے یا نہیں؟ سکاکی کے مؤقف کی بحث تلخیص کی روشنی میں لکھیں۔

جواب: علامہ سکاکی کے نزدیک شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ میں شَرٌّ کو مُبتدا بنانا درست نہیں ہے کہ علامہ سکاکی نے کہا کہ تقدیمِ مسند الیہ تخصیص کا فائدہ دے گی، اگر اصل میں مسند الیہ کو فاعِلِ معنوی کے طور پر مؤخّر فرض کرنا جائز ہو، اور فرض بھی کیا گیا ہو، اور اگر اسمِ نکرہ ہو تو فاعِلِ معنوی بنانے کیلئے اسمِ مُنَکَّر کو ﴿وَاَسَرُّوا النَّجْوَى﴾ کے باب سے بنانے کی شرط یہ ہے کہ تخصیص سے کوئی مانع منع نہ کرے، اِس مثال میں تخصیص سے مانع موجود ہے کہ تخصیصِ جِنْس مراد نہیں لے سکتے کیونکہ مُہِرّ (بھونکانے والا) شر ہی ہوتا ہے، خیر نہیں ہوتا اور تخصیصِ واحد مراد نہیں لے سکتے کیونکہ یہ کلام کے موقع کے استعمال ہی سے دور ہے کیونکہ اِس کلام سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ مُہِرّ ایک شَرّ ہے نہ کہ دو شَرّ۔

سوال72: علامہ سکاکی کے نزدیک شرّ اهرّ ذاناب میں تخصیص سے مانع موجود ہے، جبکہ آئِمّۂ نُحَاۃ نے تخصیص کی صراحت کی ہے، تو کلام میں واقع ہونے والے تَعَارُض (ٹکراؤ) کو دور کرنے کی صورت کیا ہو گی؟

جواب: علامہ سکاکی کے نزدیک شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ میں تخصیصِ جنس اور تخصیصِ واحد سے مانع موجود ہے، جبکہ آئِمّۂ نُحَاۃ نے تخصیصِ نوعی کی صراحت کی ہے، چنانچہ اُنہوں نے اِس کی تاویل مَا اَهَرَّ ذَا نَابٍ اِلَّا شَرٌّ کی ہے کہ لفظِ شَرٌّ کی تنوین، تَفْظِیْع (یعنی عظمت و ہولناکی بیان کرنے) کیلئے ہے یعنی کتے کو بڑے ہولناک شر نے بھونکایا ہے، پس کلام میں کوئی تَعَارُض (مُخالفت) نہیں ہے۔

سوال73: سکاکی نے کہا کہ فاعل معنوی کو مقدم کر سکتے ہیں، فاعل لفظی کو مقدم نہیں کر سکتے۔ صاحبِ تلخیص کا اس پر کیا مؤقف ہے؟

جواب: صاحبِ تلخیص نے کہاکہ سکاکی کے مؤقف میں اِعتراض ہے کیونکہ فاعلِ لفظی اور فاعلِ معنوی جب تک اپنی اپنی حالت پر باقی ہیں، تقدیم کے ممنوع ہونے میں برابر ہیں تو فاعلِ معنوی کی تقدیم کو جائز قرار دینا اور فاعلِ لفظی کی تقدیم کو جائز نہ کہنا تَرْجِیْح بِلَا مُرَجِّح (خود رائے) ہے۔

سوال74: رجل جاءنی میں اگر رجل کو مؤخر فرض نہ کیا جائے تو کیا تخصیص نہیں پائی جائے گی؟ اور وجہِ تخصیص کیا ہو سکتی ہے؟

جواب: رَجُلٌ جَاءَنِیْ میں اگر رَجُلٌ کو مؤخر فرض نہ کیا جائے تو تخصیص مُنْتَفِی (زائل) نہیں ہوگی کیونکہ رَجُلٌ کی تنوین، تَفْظِیْع (یعنی عظمت وہیبت بیان) کیلئے ہے۔

سوال75: وَیقرب من ھو قام زید قائم، کتاب کے مطابق وضاحت کریں۔

جواب: علامہ سکاکی نے کہاکہ زَیْدٌ قَائِمٌ تقویتِ حکم میں ھُوَقَامَ کے قریب ہے کیونکہ قَائِمٌ ضمیر کو مُتَضَمِّن ہے اور علامہ سکاکی نے مقامِ تکلُّم، خطاب، غَیْبَت میں تبدیل نہ ہونے میں اِسے ضمیر سے خالی اِسم کے ساتھ تشبیہ دی، یہی وجہ ہے کہ اِس پر جُملہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا اور نہ ہی مبنی ہونے میں اِس کے ساتھ جُملے جیسا مُعاملہ کیا جاتا ہے۔

سوال76: مثلك لا يبخل اور غيرك لا يجود میں کس اعتبار سے تخصیص پائی جاتی ہے؟

جواب: وہ مسند الیہ جِس کی تقدیم لازم کی طرح سمجھی جاتی ہے، لفظِ مِثْلُ اور غَیْرُ ہے جبکہ اِن دونوں کو بطورِ کنایہ استعمال کیا گیا ہو: مِثْلُكَ لَا یَبْخَلُ (تیری مِثل بُخل نہیں کرتا) اور غَیْرُكَ لَا یَجُوْدُ (تیرا غیر سخاوت نہیں کرتا) (غیر مخاطب سے تعریض کا ارادہ کئے بغیر اِس طور پر کہ مِثْلُ اور غَیْرُ سے ایک دوسرا انسان مراد ہو جو مخاطب کی مُمَاثِل یا غیرِمُمَاثِل ہو) اس لئے کہ جب بُخل کی نفی اس شخص سے ہو جو مخاطب کی صفت پر ہے تو اِس سے مُخاطب سے بخل کی نفی لازم آتی ہے اور کنایۃً یہی مراد ہے۔

سوال77: كلّ انسان لم يقم اور لم يقم كلّ انسان امثلہ کا ترجمہ کرتے ہوئے بتائیں کہ کونسی مثال سلبِ عُموم کی اور کونسی عمومِ سلب کی ہے؟

جواب: كُلُّ اِنْسَانٍ لَمْ یَقُمْ. (کوئی بھی انسان کھڑا نہیں ہوا) عُمُوْمِ سَلْب کی اور لَمْ یَقُمْ كُلُّ اِنْسَانٍ (جُملہ اِنسان کھڑے نہیں ہوئے) سلبِ عُمُوْم کی مِثال ہے۔

سوال78: لم يقم كلّ انسان میں اگر ہر فرد سے نفی مُراد لیں تو علامہ بدرالدین ابن مالک کے نزدیک کیا خرابی ہے؟

جواب: لَمْ یَقُمْ كُلُّ اِنْسَانٍ میں اگر ہر فرد سے نفی مُراد لیں تو تَاْسِیْس پر تَاكِیْد کی ترجیح لازم آئے گی حالانکہ تَاسِیْس اولیٰ ہے، اَلْاِفَادَۃُ خَیْرٌمِّنَ الْاِعَادَۃِ۔ (تاکید یہ ہے کہ لَفظ اُس معنی کی تقریر کیلئے ہو جو اِس سے پہلے حاصل ہو چکا ہو اور تاسیس یہ ہے کہ لفظ نئے معنی کا فائدہ دینے کیلئے ہو)

سوال79: لم يقم إنسان یہ جملہ ابن مالِک کے نزدیک سالبہ مُھْمَلَہ ہے تو مھملہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: لَمْ یَقُمْ اِنْسَانٌ سالبہ مُھْمَلَہ ہے اور مُھْملہ اس لئے ہے کہ اس میں موضوع کے افراد کی کَمِیَّت (کُلِّیَت وبَعْضِیت) پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ نہیں ہے۔

سوال80:وفیہ نظرلانّ النفی عن الجملۃ فی الصورۃ الاولی وعن کلّ فردفی الثانیۃ.اِس طرح واضح کریں کہ اِبن مالک کا نظریہ باطل ہو جائے۔

جواب:اِبن مالک کے قول کی دلیل میں نظر ہے کیونکہ پہلی صُورت (اِنْسَانٌ لَمْ یَقُمْ) میں جُملہ اَفراد سے حکم کی نفی اور دوسری صُورت (لَمْ یَقُمْ اِنْسَانٌ) میں ہر فرد سے حکم کی نفی کا فائدہ اُس اِسناد نے دیا ہے جس کی طرف لفظِ کُل کو مُضاف کیا گیا ہے (جبکہ لفظِ اِنْسان پر لفظِ کُل داخل نہ ہو) اور یہ اِسناد، کُلْ کی طرف اسناد کے ساتھ زائل ہو گئی، پس لفظِ کُل تاسیس کیلئے ہی ہو گا، تاکید کیلئے نہیں ہو گا۔

سوال81: شیخ عَبدُالقاہِر جُرجانی کے نزدیک اگر لفظ کُل تحتِ نفی واقع ہو اور حرفِ نفی سے مؤخر ہو، یا فعلِ منفی کا مَعمُول تو وہ کس چیز کا فائدہ دیتا ہے؟

جواب: شیخ عَبدُالقاہِر جُرجانی نے کہا کہ اگر لفظ کُل تحتِ نفی واقع ہو، اور حرفِ نفی سے مؤخر ہو، یا فعلِ منفی کا مَعمُول تو نفی خاص طور پر شمول کی طرف متوجہ ہو گی اور کلام بعض کیلئے فعل یا وصف کے ثبوت یا بعض کے ساتھ فعل یا وصف کے تعلّق فائدہ دے گا: مَاکُلُّ مَایَتَمَنَّی الْمَرْءُ یُدْرِکُہٗ (جُملہ وہ اشیاء جن کی آدمی تمنّا کرتا ہے اُنہیں پاتا نہیں ہے)، مَاجَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّھُمْ۔

سوال82: اگر لفظِ کُل تحتِ نفی نہ ہو اور نہ فعلِ منفی کا معمول ہو تو کس چیز کا فائدہ دیتا ہے؟

جواب: اگر لفظِ کُل تحتِ نفی نہ ہو اور نہ فعلِ منفی کا معمول ہو تو نفیِ ہر فرد کو عام ہو گی جیسے جب حضرت ذُوالیَدَیْن نے عرض کی، کیا نماز میں قصر ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کُلُّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ، ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔

سوال83: کبھی کلام مقتضیٔ ظاہرِ حال کے خلاف آتا ہے، ضمیر کو اِسمِ ظاہِر کی جگہ لایا جاتا ہے، مثال مع وضاحت بیان کریں۔

جواب: جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ کی بجائے نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ کہنا خلافِ مقتضائے ظاہر حال ہے کہ اسم ظاہر لانا چاہیے تھا نہ کہ اسمِ ضمیر، کیونکہ مسند الیہ کا پہلے ذکر نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی ایسا قرینہ ہے جو مرجع پر دلالت کرے، یہ صورت اُن حضرات کے نزدیک ہے جو مخصوص بالمدح کو مبتدائے محذوف کی خبر مانتے ہیں، یعنی اُن کے نزدیک اصل میں نِعْمَ رَجُلًا ھُوَزَیْدٌ ہے۔

سوال84: اسمِ ظاہر کو بصورت اسم اشارہ ضمیر کی جگہ کن اغراض کے لئے لایا جاتا ہے اغراض مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: کبھی ضمیر کی جگہ اسم اشارہ لایا جاتا ہے (۱) مسند الیہ کو تمیز دینے میں کمالِ اہتمام کیلئے ہوتا ہے کیونکہ مسند الیہ، عجیب حکم کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے: کَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ أَعْیَتْ مَذَاھِبُہٗ * وَجَاھِلٍ جَاھِلٍ تَلْقَاہُ مَرْزُوْقًا * ھٰذَا الَّذِیْ تَرَکَ الْأَوْھَامَ حَائِرَۃً * وَصَیَّرَ الْعَالِمَ النِحْرِیْرَ زِنْدِیْقًا، کتنے ہی کامل عقلمند ہیں جن کو ان کے طریقِ مَعاش نے عاجز کر دیا اور کتنے ہی پکے جاہل ہیں جن کو تو رزق والا پائے گا، اِس بات نے عقلوں کو حیران کر ڈالا اور ماہر عالم کو بے دین کر ڈالا۔ (۲) سامع کا مذاق اڑانے کیلئے جبکہ سامع نابینا ہو: مَنْ ضَرَبَنِیْ کے جواب میں خلاء کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے ھٰذَا ضَارِبُکَ کہنا (۳) سامع کی کند ذہنی: مَنْ عَالِمُ الْبَلَدِ کے جواب میں ذٰلِکَ زَیْدٌ کہنا (۴) سامع کی ذہانت پر تنبیہ کرنے کیلئے: پیچیدہ مسئلے کی تقریر کے بعد تیرا ھٰذِہٖ ظَاھِرَۃٌ کہنا (۵) مسند الیہ کے ظُہور کا دعویٰ کرنے کیلئے: پیچیدہ مسئلے کی تقریر کے بعد تیرا ھٰذِہٖ مَسْئَلَۃٌ مُسَلَّمَۃٌ کہنا۔

سوال85: اسمِ اشارہ کے علاوہ اسمِ ظاہر کو ضمیر کی جگہ کن اغراض کے لئے لایا جاتا ہے اغراض مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: (۱)**سامع کے ذہن میں جمانے کیلئے: قُلْ هُوَاللهُ أَحَدٌ۔ اَللهُ الصَّمَدُ** (۲) سامع کے دل میں خوف ڈالنے اور ہیبت بڑھانے کیلئے (۳)**داعیٔ مامور کی تقویت کیلئے: اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَأْمُرُكَ بِكَذَا** (۴) مہربانی طلب کرنے کیلئے: **اِلٰهِیْ عَبْدُكَ الْعَاصِیْ اَتَاكَا۔**

سوال86: التفاتِ مشہور اور التفاتِ سکاکی کی تعریفات کریں۔

جواب: (**اِلْتِفَات**، اِنسان کے دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں مُتَوجِّہ ہونے سے مَاْخوذ ہے)۔ **سکّاکی کے نزدیک اِلْتِفَات:** ایک اُسْلُوْب (طریقے) سے دوسرے اُسلُوب کی طرف مُنْتَقِل ہونا اِلْتِفَات ہے اور تَکَلُّم، خِطَاب اور غَیْبَتْ میں سے ہر ایک مُطْلَقًا دوسرے کی طرف مُنْتَقِل ہوتا ہے۔ **جُمْہُوْر کے نزدیک اِلْتِفَات:** کسی معنی کو تین طریقوں (تکلم، خِطاب اور غَیبت) میں سے کسی ایک طریقے سے تعْبِیر (بیان) کرنے کے بعد اِن تین طریقوں میں سے کسی دوسرے طریقے سے تعبیر کرنا ہے: **وَمَالِیَ لَآاَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔**

سوال87: علماءِ معانی کے التفات اور سکاکی کے التفات میں کونسی نسبت ہے؟

جواب: **اِلْتِفَاتِ مشہور، اَخَصّ مُطْلَق اور اِلْتِفَاتِ سکّاکی اَعَمّ مُطْلَق ہے** کہ جُمہور کے نزدیک جو بھی التفات ہے سکّاکی کے نزدیک اِلتِفات ضرور ہوگا لیکن اس کا برعکس نہیں ہوگا، (جُمہور نے سابِقہ تعبیر (یعنی کلام کو تکلُّم، خِطاب اور غَیْبَت میں سے کسی ایک طریقے کے ساتھ تعبیر کرنے) کی شرط لگائی ہے جبکہ علامہ سکّاکی نے تعبیر کے خلافِ مُقتضائے ظاہر ہونے پر اِکْتِفا کیا، چاہے تعبیر سابِق ہو یا نہ ہو)۔

سوال88: تلخیص المفتاح کے مطابق التفات کی تمام صورتیں مع مثال بیان کریں۔

جواب: (۱) تَکَلُّمْ سے خِطاب کی طرف اِلْتِفات: ﴿**وَمَالِیَ لَآاَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ**﴾ (مُقتضائے ظاہر وَاِلَیْهِ اَرْجِعُ تھا) (۲) تَکَلُّمْ سے غَیْبَب: ﴿**اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ**﴾ (مُقتضائے ظاہر فَصَلِّ لَنَا تھا) (۳) خِطاب سے تکَلُّم: **طَحَابِكَ قَلْبٌ فِی الْحِسَانِ طَرُوْبٌ *بُعَيْدَ الشَّبَابِ عَصْرَحَانَ مَشِيْبُ*يُكَلِّفُنِیْ لَيْلٰى وَقَدْشَطَّ وَلْيُهَا * وَعَادَتْ عَوَادٍ بَيْنَنَا وَخُطُوْبُ**، (اے نفس! تُجھے ایسا دِل لے ڈوبا جو حسین عورتوں میں خوش ہوتا ہے، جوانی سے کُچھ دور جِس وقت کہ بُڑھاپا قریب ہوا، وہ دِل مُجھ سے لیلی کے وِصال (میلاپ) کا مُطالبہ کرتا ہے حالانکہ اُس کا قُرب دور ہو چکا اور ہمارے درمیان رُکاوٹیں اور عظیم اُمور لوٹ آئے) (مُقتضائے ظاہر يُكَلِّفُكَ تھا) (٤) خِطاب سے غَیْبَت: ﴿**حَتّٰى اِذَا كُنتُمْ فِی الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم**﴾ (مُقتضائے ظاہر وَجَرَيْنَ بِكُمْ تھا) (٥) غَیْبَت سے تکَلُّم: ﴿**واللهُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّيحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ**﴾ (مُقتضائے ظاہر فَسَاقَهُ تھا) (٦) غَیْبَت سے خِطاب: ﴿**مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ**﴾ (مُقتضائے ظاہر اِيَّاهُ نَعْبُدُ تھا)۔

سوال89: التفات کے حُسن کی وجہ بیان کریں۔

جواب: **اِلْتِفَات** کے حسین ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کلام جب ایک اُسلُوب سے کسی دوسرے اُسلُوب میں مُنْتَقِل ہوگا تو سامِع کی تازگی کیلئے زیادہ اچھی جِدَّت اور اُس کی طرف کان لگا کر سُننے کے سبب زیادہ تنبیہ کرنے والا ہو جائے گا۔

سوال 90: سورۂ فاتحہ کے اندر التفات کے محاسن اور دوسرے دقائق بیان کریں۔

جواب: سورۂ فَاتِحَہ میں جب بندہ دلِ حاضِر سے مُسْتَحِقِّ حَمْد کاذِکر کرتا ہے تووہ اپنے نَفْس میں اُس ذات پر متوجہ کرنے والا ایک مُحرِّک (بندے کی ذات میں پیدا ہونے والی خاص قسم کی کیفیت) پاتا ہے اور جب بھی اِن صِفَاتِ عَظِیْمَہ میں سے کسی صِفت کو مُسْتَحِقِّ حَمْد پر جاری کرتا ہے تو یہ مُحَرِّک قَوِی ہوتا جاتا ہے یہاںتک کہ مُعاملہ اِن صِفات کے خَاتِمہ تک پہنچتاہے جو اِس بات کا فائدہ دینے والا ہے کہ مُسْتَحِقِّ حَمْد ہی قیامت کے دن تمام امور کا مالک ہے، پس اُس وقت یہ مُحَرِّک اِنْتِہائی قَوِی ہونے کی وجہ سے مُسْتَحِقِّ حَمْد پر بندے کے مُتَوَجِّہ کرنے کو اور اِنْتِہائی درجہ خُشُوع وخُضُوع اور تمام مُہِمَّات میں اِسْتِعَانَت کو اُسی مُسْتَحِقِّ حَمْد سے خاص کرنے کے ساتھ خِطاب کرنے کو واجِب کرے گا۔

سوال 91: تلقی المخاطب بغیر مایترقبہ کی وضاحت کریں۔

جواب: مُتَکَلِّم سے مُخاطب کا اُس چیز کے علاوہ کو پانا جس کا وہ مُنْتَظِر ہو، اُس صورت میں کہ مُتَکَلِّم، مُخَاطَبْ کے کلام کو اُس کی مُراد کے خِلاف پر محمُول کرے اِس بات پر تنبیہ کرنے کیلئے کہ یہ مُراد لینا زیادہ اولی ہے۔ مثلاً قبعثری کا حجاج بن یوسف کو جواب دینا (جبکہ حجاج نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا کہ میں تجھے بیڑی پر سوار کروں گا) کہ امیر کی مثل آدمی سیاہ اور سفید گھوڑے پر ہی سوار کرتا ہے یعنی جو قوت اور ہاتھ کی کشادگی (سخاوت) میں امیر کی مثل ہو تو اس کے لائق عطا کرنا ہے، قید کرنا نہیں ہے۔

سوال 92: کبھی مستقبل کی تعبیر ماضی، اسم فاعل اور اسم مفعول سے کی جاتی ہے تحریر کریں۔

جواب: خلافِ مُقْتَضائے ظاہِر میں سے (۱) معنیٔ مُسْتَقْبَل کو لفظِ ماضی کے ساتھ تعبیر کرنا ہے، معنیٔ مُسْتَقْبَل کے تَحَقُّق (ثُبوت) پر تنبیہ: ﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾ (اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، سب گھبرا جائیں گے) جبکہ اصل يَفْزَعُ ہے، (۲) معنیٔ مُسْتَقْبِل کو اسمِ فاعِل کے ساتھ تعبیر کرنا ہے: ﴿وَاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ﴾ (اور بیشک بدلہ دیا جانا، ضرور واقع ہونے والا ہے) جبکہ اصل يَقَعُ ہے، (۳) معنیٔ مُسْتَقْبِل کو اسمِ مفعول کے ساتھ تعبیر کرنا ہے: ﴿ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ﴾ (وہ ایسا دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے) جبکہ اصل يُجْمَعُ ہے۔ وضاحت: اِسْمِ فاعِل اور اسمِ مفعول کا استعمال حقیقتاً اُس زمانے کے اندر ہوتا ہے جس زمانے میں وصف واقع ہوتا ہے اور وہ زمانہ حال ہے، اور معنیٔ مُسْتَقْبِل میں مجازاً استعمال ہوتا ہے۔

سوال 93: قلب کی تعریف مع مثال بیان کریں۔

جواب: **قلب:** کلام کے ایک جُزء کو دوسرے کی جگہ اور دوسرے جزء کو پہلے کی جگہ رکھ دیا جائے، ایسے طریقے پر کہ اُن دونوں میں سے ہر ایک کا حکم دوسرے کیلئے ثابت کیا جائے: عَرَضْتُ النَّاقَةَ عَلَى الْحَوْضِ، اصل عَرَضْتُ الْحَوْضَ عَلَى النَّاقَةِ ہے، کیونکہ مَعْرُوض عَلَیْہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ ذِیْ شُعُوْر ہو، تاکہ وہ مَعْرُوْض کی طرف مائل ہو سکے یا اُس سے باز رہ سکے۔

سوال94: قلب کے مقبول اور عدم مقبول کے بارے میں اختلاف ذکر کریں نیز راجح قول مع مثال بیان کریں۔

جواب: علّامہ سکّاکی نے قَلْب کو مُطلقًا قبول کیا(کہ قَلْب، کلام میں مَلاحَت (عُمدگی) پیدا کرتا ہے اور علامہ سکّاکی کے علاوہ نے مطلقًا رد کیا(کیونکہ قلب، مَطْلُوب کا عکس ہے)۔ **راجح قول:** حق بات یہ ہے کہ اگر قَلْب کسی اِعْتِبارِ لَطِیْف کو شامل ہو تو قبول کیا جائے گا: **وَمَھْمَۃٍ مُغْبَرَّۃٍ اَرْجَاؤُہٗ* کَاَنَّ لَوْنَ اَرْضِہٖ سَمَاؤُہٗ** (کتنے ہی میدان، جن کی اطراف غبار آلود ہیں گویا اس کی زمین کا رنگ اس کا آسمان ہے، ورنہ (جب قلب کسی اعتبار لطیف کو شامل نہ ہو) تو قلب مردود ہوگا: **کَمَاطَیَّنْتَ بِالْفَدَنِ السَّیَاعَا** : جیساکہ تونے محل سے گارے کو لیپ دیا۔

* احوال المسند *

سوال95: ترکِ مسند یعنی حذفِ مسند کے فوائد مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: (۱) **وَاِنِّیْ وَقَیَّارٌ بِھَا لَغَرِیْبُ** (پس قَیَّارٌ کا مسند غَرِیْبٌ، وزن شعر کی محافظت کے سبب مقام کے تنگ ہونے کی وجہ سے حذف کیا) (۲) **نَحْنُ بِمَاعِنْدَنَاوَاَنْتَ بِمَا*عِنْدَكَ رَاضٍ وَالرَّأْیُ مُخْتَلِفُ** (نَحْنُ مبتدا کی خبر رَاضُوْنَ، وزن شعر کی محافظت کے سبب مقام کے تنگ ہونے کی وجہ سے حذف کیا) (۳) **زَیْدٌ مُنْطَلِقٌ وَعَمْرٌو** (عَمْرٌو کا مسند مُنْطَلِقٌ ، اختصار کی وجہ سے حذف کیا) (٤) **خَرَجْتُ فَاِذَازَیْدٌ** (زَیْدٌ کا مسند مَوْجُوْدٌ کو استعمال کی پیروی کی وجہ سے حذف کیا) (٥) **اِنَّ مَحِلًّا وَاِنَّ مُرْتَحَلًا** یعنی **اِنَّ لَنَا فِی الدُّنْیَا وَلَنَا عَنْھَا**

(اِنَّ کی خبر لَنَا کو حذف کیا اس استعمال کی پیروی کی وجہ جو اس کے نظائر کے ترک پر وارد ہیں) (٦) ﴿**قُلْ لَّوْاَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَۃِ رَبِّیْ**﴾ (اصل لَوْتَمْلِکُوْنَ ہے، مُفَسّر کے موجود ہونے کے سبب عبث سے بچنے کیلئے سے تَمْلِکُوْنَ کو حذف کیا)

سوال96: ولا بدّ من قرینة کوقوع الکلام جوابًا لسؤال محقّق...أو مقدّر- امثلہ بیان کرتے ہوئے وضاحت کریں۔

جواب: حذف کیلئے قرینے کا ہونا ضروری ہے جیسے کلام کا (۱) سوالِ مُحَقَّق (یعنی مذکور) کا جواب واقع ہونا ہے: ﴿**وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ**﴾ اَیْ: **خَلَقَھُنَّ اللّٰہُ** یا (۲) سوالِ مُقَدَّر (یعنی محذوف) کا جواب واقع ہونا ہے: **لِیُبْكَ یَزِیْدُ ضَارِعٌ لِخُصُوْمَۃٍ**، (چاہیے کہ یزید کو رویا جائے، جھگڑے کے وقت عاجز آنے والا اُسے روئے) جب مَجْھُول صیغہ لایا گیا تو اِبْہَام واقع ہوا اور سُوال پیدا ہوا کہ مَنْ یَّبْکِیْہِ اُسے کون روئے؟ تو کہا ضَارِعٌ یعنی **یَبْکِیْہِ ضَارِعٌ**۔

سوال97: مسند کو ذکر کرنے کی اغراض مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: (۱) ذِکر کے اَصل ہونے کی وجہ سے: **زَیْدٌ صَالِحٌ** (۲) قرینہ پر اِعْتِماد کے کمزور ہونے کی وجہ سے اِحْتِیَاط کیلئے: **مَنْ اَکْرَمُ الْعَرَبِ؟** کے جواب میں **حَاتَمٌ اَجْوَدُ** کہنا (۳) تاکہ مُسْنَد کا اسم ہونا مُتَعَیَّن ہوجائے: **زَیْدٌ عَالِمٌ** (۴) مُسْنَد کا فعل ہونا مُتَعَیَّن ہوجائے: **زَیْدٌ اِنْطَلَقَ**۔

سوال98:۔ مسند کو فعل اور اسم لانے کی اغراض مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: مُسنَد کا فِعل ہونا، تجدُّد کا فائدہ دینے کے ساتھ، مختصر طریقے پر تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مُسنَد کو مُقیّد کرنے کیلئے ہوتا ہے: اَوَكُلَّمَاوَرَدَتْ عُكَاظَ قَبِيْلَةٌ*بَعَثُوْااِلَىَّ عَرِيْفَهُمْ يَتَوَسَّمُ. (جب بازارِ عُکاظ میں کوئی قبیلہ آتا ہے تو میری طرف اپنے سردار کو بھیجتا ہے جو مجھے بغور بار بار دیکھتا ہے)

مُسْنَد کا اِسْم ہونا اِن دونوں (تقْیِیْد اور تجَدُّد) کے عدَم کا فائدہ دینے کیلئے ہوتا ہے: لَايَأْلَفُ الدِّرْهَمُ الْمَضْرُوْبُ صُرَّتَنَا*لٰكِنْ يَمُرُّ عَلَيْهَاوَهُوَمُنْطَلِقُ (ڈھلا ہوا (مُہر زدہ) درہم ہماری تھیلی سے محبت نہیں کرتا لیکن وہ تھیلی پر چلتے ہوئے گُزر جاتا ہے)۔

سوال99:وقدتُستعمَل إنْ فى الجزْم ۔ان کو مقامِ جزم میں استعمال کرنے کی کوئی سی پانچ صورتوں کی وضاحت کریں۔

جواب: کبھی کلمۂ اِنْ کو مقامِ یقین میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، (۱) ناواقفی ظاہر کرنے کیلئے: گھر میں والد کے موجود ہونے کی حالت میں والد کے خوف سے جہالت ظاہر کرنے کیلئے تیرا کہنا اِنْ كَانَ فِى الدَّارِاُخْبِرْكَ (۲) مخاطب کے یقین کے نہ ہونے کی وجہ سے اِنْ صَدَقْتُ فَمَاذَا تَفْعَلُ (۳) علم کے تقاضے کی مخالفت کرنے کے سبب مخاطب کو جاھِل کے مرتبے میں اتارنے کیلئے: اِنْ كَانَتِ الْغِيْبَةُ حَرَامًافَاتْرُكْهَا (اگر غِیْبَت حرام ہے تو اِسے چھوڑدے)

(۴) مخاطب کو شرط پر عار دلانے کیلئے یا اِس بات کی منظر کشی کیلئے کہ مقام ایسے دلائل پر مُشْتَمِل ہونے کی وجہ سے جو شرط کو اِس کی اصل سے اُکھاڑ دے، مقام شرط کو فرض کرنے کی ہی صلاحیت رکھتا ہے جیسا کہ محال کو فرض کیا جاتا ہے ﴿اَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَصَفْحًااِنْ كُنْتُمْ قَوْمًامُّسْرِفِيْنَ﴾ (۵) غیرِمُتَّصِف بِالشَّرْط کو مُتَّصِف بِالشَّرْط پر غلبہ دینے کیلئے: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّانَزَّلْنَاعَلٰى عَبْدِنَا﴾

سوال100: والتغليب يجري في فنون ۔تلخیص کی روشنی میں کم از کم تین مثالیں بیان کرتے ہوئے وضاحت کریں۔

جواب: تغلیب، بڑا وسیع باب ہے جو کئی فنون میں جاری ہوتا ہے (۱-مُذکّر کو مؤنَّث پر غلبہ دینا): ﴿وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾ (۲-جانبِ خِطاب کو جانبِ غَیبَت پر غلبہ دینا): ﴿بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ (۳: مُذَکَّر کو مُؤَنَّث پر غلبہ دینا، صفت غیر مُشْتَرک میں): اَبَوَانِ (٤-لفظِ مُفْرَد کو لفظِ مُرَکَّب پر غلبہ دینا): اَلْعُمَرَيْنِ (٥-بڑے کو چھوٹے پر غلبہ دینا) اَلْحَسَنَيْنِ۔

سوال101: غیر حَاصِل کو حَاصِل کی جگہ میں ظاہر کرنے کے اسباب بیان کریں۔

جواب: اِنْ اور اِذَا کے شرط و جزاء میں سے ہر ایک جملہ فعلیه اِسْتِقْبَالِیه ہوگا اور اِس کی مُخَالَفَت کسی نکتہ و فائدہ کی وجہ سے ہی کی جائے گی جیسے غیر حَاصِل کو حَاصِل کی جگہ میں ظاہر کرنا (۱) اسباب کے قوی ہونے کی وجہ سے: اِنِ اعْتَمَرْتُ كَانَ كَذَا (عمرہ کرتا، تو ایسا ہوتا) (۲) وُقُوْع پزیر ہونے والے کے واقع کی طرح ہونے کی وجہ سے: ﴿اِذَاجَآءَنَصْرُاللهِ﴾ (جب اللہ کی مدد آئے گی) (۳) نیک فالی کی وجہ سے: اِنْ نَجَحْتَ كَانَ كَذَا (اگر تو کامیاب ہوتا تو ایسا ہوتا) (۴) وقوعِ شرط میں رغبت کے اِظْہَار کی وجہ سے: اِنْ ظَفَرْتُ بِحُسْنِ الْعَاقِبَةِ فَهُوَ الْمَرَامُ (اگر میں حسنِ عاقبت کے ساتھ کامیاب

ہو گیا تو یہی مقصود ہے)(۵) تعریض کی وجہ سے:﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾(اگر تو نے شرک کیا تو ضرور تیرا ہر عمل برباد ہو جائے گا)

سوال102: مسند کو نکرہ لانے کی اغراض مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: مسند کو نکرہ لانا(i) حصر اور عہد کے عدم کا فائدہ دینے کیلئے: زَيْدٌ كَاتِبٌ(ii) عظمت وشان بیان کرنے کیلئے:﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾

(iii) تحقیر کیلئے: اَلْحَاصِلُ لَكَ شَيْءٌ : شَيْءٌ حَقِيْرٌ(تجھے حقیر شے حاصل ہوئی ہے)۔

سوال103: تعریف مسند کے فوائد بیان کریں۔

جواب: **مُسْنَد کو مَعْرِفہ لانا**، تعریف کے طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اَمْرِ معلوم (مسند الیہ) پر اِسی کے مِثْل دوسرے اَمْر (مُسْنَد) کے ساتھ سامِع کو حکم کا فائدہ دینے کیلئے یا اِسی طرح لازمِ حکم کا فائدہ دینے کیلئے ہوتا ہے۔**(۱) حکم یا لازِم حکم کا فائدہ دینے کیلئے** (i) زَيْدٌ اَخُوْكَ. زید تیرا بھائی ہے، اضافتِ عَہدِ خارجی (ii) عَمْرُوْنِ الْمُنْطَلِقُ، عمرو چلنے والا ہے، اس مثال میں الف لام عہدِ خارجی یا الف لام عہد جنسی دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

(۲) تعریفِ جنس، (i) حقیقۃً کسی شے پر قصرِ جنس کا فائدہ دیتی ہے: زَيْدُنِ الْاَمِيْرُ زید ہی امیر ہے، یا (ii) مُبَالغةً اُس میں کمال کے سبب قصرِ جنس کا فائدہ دیتی ہے: عَمْرُوْنِ الشُّجَاعُ عمرو ہی بہادر ہے۔

سوال104:﴿لَا فِيهَا غَوْلٌ﴾ میں مسند کو مقدم جبکہ ﴿لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ میں مسند مؤخر کیوں کیا؟

جواب: مسند کو مُقَدَّم کرنا، مُسند کو مُسند الیہ کے ساتھ خاص کرنے کیلئے ہوتا ہے، یعنی مسند الیہ کو مسند پر بند کرنے کیلئے ہوتا ہے: **لَافِيْهَا غَوْلٌ** (نہ اس میں عقل کی خرابی ہو گی)، برخِلاف دنیا کی شرابوں کے کہ اِن میں عقل کی خرابی ہے، اور چونکہ تَقْدِيْم تَخْصِيْص کا فائدہ دیتی ہے

اِسی لیے لَارَيْبَ فِيْهِ (جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں) میں ظرف کو مقدم نہیں کیا گیا (یعنی لَافِيْهِ رَيْبٌ نہیں کہا گیا) تاکہ کہیں اللہ تعالیٰ کی باقی کتابوں میں ثُبُوتِ رَیْب کا فائدہ نہ دے اِس بات پر بناء کرتے ہوئے کہ عَدمِ رَیب قرآن مجید کے ساتھ خاص ہے۔

سوال105: **لَهٗ هِمَمٌ لَامُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا*وَهِمَّتُهُ الصُّغْرٰى اَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ**-ترجمہ کریں اور تقدیم مسند کا فائدہ بیان کریں۔

جواب: ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیلئے عَظِيْمُ الشَّان ہِمَّتیں ہیں جن کی بڑائی کی کوئی حد ہی نہیں ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چھوٹی سی ہِمَّت بھی زمانے کی ہِمَّتوں سے بہت بڑی ہے۔ مسند کی تقدیم کا فائدہ: **اَوَّلُ الْاَمْر** (پہلے پہل، بالکل ابتداء) سے ہی اِس بات پر تَنْبِیہ ہو جائے کہ مُسند خبر ہے، صِفت نہیں ہے۔

* احوال متعلقات فعل *

سوال106: فعل متعدی کو لازم کی جگہ اتارنے کی اقسام بیان کریں۔

جواب: وہ فعلِ مُتَعَدِّی جِس کو لازِم کے مَرتبے میں اتار کر مفعول بِہٖ ذِکر نہ کیا جائے اُس کی دو اقسام ہیں، فِعل کو بغیر کسی قید کے (یعنی عموم و خصوص کا اِعتبار کیے بغیر) یا تو (i) اُس فِعل سے کِنایہ کیا جائے جو ایسے مَخصوص مفعول سے مُتَعلّق ہوتا ہے جِس پر کوئی قرینہ دلالت کرتا ہو: شَجْوُحُسَّادِہٖ وَغَیْظُ عِدَاہُ* اَنْ یَّرٰی مُبْصِرٌ وَیَسْمَعَ وَاعٍ۔ اُس کے حاسِدوں کا غم اور اُس کے دشمنوں کا غصہ یہ ہے کہ دیکھنے والا دیکھتا ہے اور سُننے والا سُنتا ہے۔

یَرٰی اور یَسْمَع فِعل مُتَعَدِّی کو لازِم کے مرتبے میں اُتارا گیا (صاحبِ رُؤیَت اور صاحبِ سَمع موجود ہوتا ہے پس وہ اپنی آنکھوں سے اُس کے مَحَاسِن کو دیکھتا ہے اور اپنے کانوں سے اُس کے محاسن کو سنتا ہے جو اس کے منصب اِمامت و خِلافت کے مُستَحِق ہونے پر دلالت کرتے ہیں)۔ یا (ii) کِنایہ نہ کیا جائے: قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ یَعْلَمُوْنَ فعلِ مُتَعَدِّی کو لازِم کے مرتبے میں اُتارا گیا اور اِس کا مفعول "الدِّیْنَ" تھا اس کو مُقَدَّر بھی نہیں مانا گیا اور نہ ہی مطلق علم کو اس علم سے کنایہ قرار دیا گیا جو قرینہ کے واسطے سے مفعول مخصوص "الدین" کے ساتھ متعلق ہو۔

سوال107: مفعول کو حذف کرنے کی اغراض مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: مفعول کو حذف کرنے کی اغراض: (۱) اِبہام کے بعد بیان کیلئے: ﴿ فَلَوْ شَآءَ لَھَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴾ (فعلِ مَشِیَّت کے مفعول کو حذف کر دیتے ہیں، جبکہ فعل کا تعلق عجیب و غریب مفعول سے نہ ہو) (۲) اِبْتِداءً غیر مُراد کے اِرادے کے وَہم کو دُور کرنے کیلئے: وَکَمْ ذُدْتَ عَنِّیْ مِنْ تَحَامُلِ حَادِثٍ* وَسَوْرَۃِ اَیَّامٍ حَزَزْنَ اِلَی الْعَظْمِ۔ (۳) مفعولِ بِہٖ کو دوسری مرتبہ اِس طریقہ پر ذکر کرنے کا ارادہ کیا گیا ہو جو مفعول کے صریح لفظ پر وقوعِ فعل کو مُتَضَمِّن ہو مفعولِ بِہٖ پر وقوعِ فِعل کے ساتھ کمالِ تَوَجّہ کو ظاہر کرنے کیلئے: قَدْ طَلَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ لَکَ فِی السُّوْ * دَدِ وَالْمَجْدِ وَالْمَکَارِمِ مِثْلًا۔ (۴) اِخْتِصار کے ساتھ مفعول میں تَعْمِیْم کیلئے: ﴿ وَاللہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ﴾ (۵) صرف اِخْتِصار کیلئے: ﴿ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ﴾ (۶) فاصِلہ کی رِعَایَت کیلئے (یعنی آخِر ایک جیسا کرنے کیلئے): ﴿ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴾ (۷) ذِکرِ مفعول کو نامُناسِب سمجھنے کی وجہ سے: ((مَا رَاَیْتُ مِنْہُ وَلَا رَاٰی مِنِّیْ)). اَی: العَوْرَۃَ۔

سوال108: وَلَوْشِئْتُ اَنْ اَبْکِیَ دَمًّالَبَکَیْتُہٗ۔ ماتن نے شعر کا یہ مصرعہ کس بات کو بیان کرنے کے لئے ذکر کیا۔

جواب: اگر فعلِ مَشِیَّت کا تَعَلُّق مفعول کے ساتھ نادر ہو تو مفعول کو حذف نہیں کریں گے جیسے وَلَوْشِئْتُ اَنْ اَبْکِیَ دَمًّالَبَکَیْتُہٗ. (اگر میں اُس پر خون کے آنسو رونا چاہوں تو رو سکتا ہوں) کیونکہ خون کے آنسو کے ساتھ فِعلِ مَشِیَّت کا تَعَلُّق نادِر ہے۔ اِسی لئے اَنْ اَبْکِیَ کے مفعول "دَمًّا" کو ذکر کیا گیا ہے۔

سوال109: قصر کی تعریف کریں۔

جواب: قَصر کالغوی معنی روکنا ہے اور اصطلاح میں ایک شے کو دوسری شے کے ساتھ مخصوص طریقے سے خاص کرنا قصر کہلاتا ہے۔

سوال110: القصرحقیقی وغیرحقیقی، وکلّ منھما نوعان، قصر الموصوف علی الصفۃ، وقصرالصفۃ علی الموصوف۔ ترجمہ و تشریح

کریں، نیز بتائیں کہ **مازید الا کاتب** میں کونسا قصر ہے؟

جواب: قصر، حقیقی اور غیر حقیقی ہے اوراِن دونوں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں (۱) **قَصْرُالْمَوْصُوْف عَلَی الصِّفْة** اور (۲) **قَصْرُالصِّفْة عَلَی الْمَوْصُوْف**۔

(۱) **قَصْرُالْمَوْصُوْف عَلَی الصِّفْة**: مَوصوف اِس صفت سے دوسری صفت کی طرف تجَاوُز نہ کرے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ یہ صرف دوسرے موصوف کیلئے بھی ہو: **مازیدالا کاتب**-زید سوائے کاتب کے کچھ نہیں ہے **قَصْرُالْمَوْصُوْف عَلَی الصِّفْة حقیقی** نہیں پائی جاتی۔(۲) **قَصْرُالصِّفْة عَلَی الْمَوْصُوْف**: صفت اِس مَوصوف سے دوسرے مَوصوف کی طرف تجَاوُز نہ کرے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ اِس موصوف کیلئے دوسری صفات بھی ہوں: **مَا فِی الدَّارِاِلَّا زَیْدٌ**۔(یہاں صفتِ معنوی مراد ہے یعنی وہ معنی جو غیر کے ساتھ قائم ہے، صفت نحوی مراد نہیں ہے)۔

مَا زَیْدٌ اِلَّا کَاتِبٌ میں **قَصْرُالْمَوْصُوْف عَلَی الصِّفْة** ہے۔